ما شاء الله لا قوة الا بالله

الحمد لله که درین زمان برکت نشان نسخه در عقائد اهل سنت و جماعت در اثبات خلافت خلفای عالی درجت یعنی

ترجمه رساله شهاب ثاقب

المسمی

ترجمه رفض نواصب

مصنفه عالیجناب حکیم صمدانی مآب صوفی حقانی عالم ربانی مولوی ظل الکریم صاحب بردوانی

مطبع نظامی واقع کانپور محله پٹکاپور ... ١٢٩ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر و سپاس اوس معبود برحق کو لائق ہی کہ جسنے انسان کو خاک سے پیدا کیا اور نور ایمان اور زیور عرفان
سے منور فرما کے سائر مخلوقات پر شرف دیا بڑا احسان اوسکا ہی کہ ہماری ہدایت کے لیے حضرت
افضل المرسلین صلعم کو بھیجا اور قرآن مجید کو اونکی تایید کے واسطے ساتھ معجزات روشن کے
فرمایا درود نامحدود ایسے نبی رحیم پر پڑھنا چاہیے کہ امت گناہگار کی شفاعت روز قیامت
نہایت ضروریات سے سمجھا اور بہت محبت سے امت پرہیزگار کو اپنی خاندانی قرابت
بتایا اور اونکے ازواج مطہرات و اولاد طاہرات پر جو امت کے لیے مانند کشتی حضرت نوح عم کے
تھے اور اونکے اصحاب اخیار پر جو مثل ستارہ کے اوپر آسمان رہنمائی کے چمکتے ہیں بعد اسکے کہتا ہی
بندہ گنہگار اپنے گناہوں سے شرمسار ظل الکریم بردوانی کہ خاکسار نے حین اقامت بدار الامارت
کلکتہ ایک رسالہ بزبان فارسی موسوم بہ شہاب ثاقب اثبات مین خلافت حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے مسودہ کیا تھا اور وہ بذمہ بعضے عزیز اپنی جہت صاف کرنیکے رکھا تھا اتفاقاً
بکشش ایک دانہ بملازمت کثیر الافادات امیر کبیر رئیس با توقیر جناب راجہ سید عطا حسین صاحب
بہادر دام اقبالہ و زاد افضالہ حشمتہ کہ خلف الصدق جناب راجہ سید عنایت حسین مرحوم ابن جناب

راجہ سید دیدار حسین مغفور ابن جناب راجہ سید فخر الدین حسین مبرور ابن جناب راجہ سید غلام حسین
نور اللہ مرقدہ ابن جناب راجہ سید جلیل محمد برد اللہ مضجعہ ابن جناب راجہ سید محمد سعید موسوی
ترمذی قدس اللہ اسرارہ کہ رئیس نامی و امیر گرامی قصبہ کھگڑہ منمضافات ضلع پورنیہ کے ہین
بعہدہ درس گوئی شرف بار پایا پس از ایک سال جب قصد وطن کیا اور دوستان ساکنان کلکتہ
کی ملاقات کو گیا رسالہ مرقوم بعد بعضے تلمیذ پرتمیز کے چھاپا ہوا پایا اگرچہ بنظر ثانی قابل محو و اثبات کے
تھا لیکن چارہ کیا پر بسبب کامل تصحیح نہو سکے کچھ خاطر خواہ فقیر کا نہوا معہذا چند نسخے ہمراہ لائے
اور یاران حال باشندہ کھگڑہ کو تحفہ دیے رفتہ رفتہ گوش مبارک مین والی ممدوح کے بھی پہنچا
تب والی نے یہ اقتضا کی کہ بمحاورہ اردو ترجمہ کیجیے تاکہ نفع عام ہووے اور جو اصلاح منظور
ہووے اوسمین دیجیے تا آپکا بھی کام دلخواہ انجام پاوے لہذا انشاء اللہ شروع کرتا ہون مخفی نرہے
کہ نسخہ شہاب ثاقب فرع صواعق محرقہ شیخ ابن حجر مکی کا تھا اب ترجمے کو اوسکے رجم روافض و
نواصب کہیے تو بجا ہے اور چونکہ یہ رسالہ عقائد کے ایک باب بحث امامت مین صرف ہے اسواسطے
ایک مقدمہ اور چند فصلون اور خاتمہ کے لکھا گیا اور عبارت کتاب منقول عنہ ترک
کی گئی کہ عوام کو سمجھنے مین دقت نہو وہم رسالہ بھی طول نہو کہ موجب ملال خاطر ہو مگر خواص وہ
اوسکے نہیں ہین باللہ التوفیق وبہ نستعین مقدمہ جاننا چاہیے کہ آدمی تابع نقل
ہے کیونکہ جب نابالغ رہتا ہے خالی اپنے باپ یا اور دوسرے بزرگون کے کہنے موافق کام کرتا ہے پھر بالغ
ہوے اپنی عقل کی ترازو کے پلے کو نقل کے پلے سے تولتا ہے اور اگر برابر دوسرے آدمی کے پاتا ہے تو عمل کرتا ہے
اور غور کرتا ہے کہ کیون عقل اوسکی دوسرے کے مخالف ہے ممکن نہیں کہ ساری خلائق گمراہی مین ہے اور
وہ اس امر حق نسمجھے بلکہ خداے تعالی سے مدد مانگے کہ تمیز درمیان حق و باطل کے وہ اپنی عنایت و کرم سے
دے اور یہی موجب نجات ہے سواے اسکے باعث خطرہ ہے تفصیل اسکی یون ہے ہر چند کتابین
کلام و عقاید کی عربی و فارسی مین جیسے شرح مواقف اور شرح مقاصد اور شرح عقائد اور
فقہ اکبر اور ازالۃ الخفا اور تحفہ اثنا عشریہ اور منتہی الکلام اور تکمیل الایمان وغیرہ تصنیف

وتالیف ہو چکین ہین مگر ہم آدمی ہین بعضے بسبب نجاننے علم عربی کے اور بعضے بوجہ عبارت طویل کتاب
فارسی کے اوس سے بے بہرہ رہتے ہین کسیکو دہریہ کا مذہب اچھا معلوم ہوتا ہی کوئی حضرت موسیٰ عم کا
دین پسند کرتا ہی کوئی حضرت عیسیٰ عم کا اور بعضے کسان کتابین تواریخ بجہت عبارت سلیس روبرو شتاب
سامنے رکھتے ہین اور درمیان اصحاب حضرت خاتم النبیین صلعم کے جنگ و لڑائی دیکھ کے خواہ راہ
رفض یا خروج کا پکڑتے ہین یا کوئی از راہ جہلی یا بقول حکماے براہمہ طریق جبر یا قدر کو اختیار کرتے ہین
مجکو اس باب مین جو توفیق ایزدی نے فتح باب کی ہی سو لکھتا ہون اول خطریہ ہی کہ ایمان مین کسی کی
تقلید نکرے مثلاً یون نکہے کہ مین مومن اسواسطے ہون کہ میرے بزرگ مومن تھے یا فلان شخص
مومن ہی اسلیے مین بھی مومن ہون بلکہ کہنا چاہیے کہ مین مومن برحق ہون اور اپنے علم اور
تیقن سے جانتا ہون کہ خداے تعالیٰ یکتا ہی اور پرستش کے لائق اگر خدا ایک نہوتا تو دنیا ہرگز قائم
نرہتی کیونکہ ایک ملک مین دو بادشاہ جب انتظام اپنے اپنے رکھ نہین سکتے پس ک [illegible]
زمین و آسمان کو برپا رکھتے مثلاً ایک حاکم چاہتا کہ ابھی پانی بر [illegible]
سارا کارخانہ بگڑ جاتا جب اسقدر معلوم ہوا تو یہ بھی دریافت کرنا چاہیے کہ معجزہ حضرت موسیٰ عم [illegible]
تھا اور معجزہ حضرت عیسیٰ عم زندہ کرنا مردے کا اور معجزہ اوپر ختم نبوت آنحضرت صلعم کے قرآن م[illegible]
و فرقان حمید ہی یعنی خداوند تعالیٰ شانہ نے اپنے حبیب کو جنہون نے کسی سے دنیا مین سبق تک نہ پڑھا تھا
فرمایا اور اوسکے معنی اونکی زبان مبارک سے نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ بیان کرا[illegible]
کہ اوس زمانے کے سارے علم والے عاجز رہگئے اگر قرآن آسمانی کتاب نہوتی اور اوسمین آنحضرت
صلعم کو کچھ تغیر و تبدیل کرنی پہونچتی تو ہرگز جن آیتون مین حضرت صلعم کی شان پر تنبیہ ہی او[illegible]
مٹا دیتے کیونکہ بعید از عقل ہی کہ آدمی اگر خود کوئی کتاب بناوے یا کسی بادشاہ سے اوسکو
پروانہ ملے اوسمین کسی طرح کی برائی مندرج کرے یا حسب طاقت اگر اوس سند سے برائی م[illegible]
تو مٹا دیوے جب یہ بات نہین ہوئی تو بیشک قرآن فرمان بڑے حاکم عالیشان کا ہی ماننا چاہیے
اوسکو سچ جانتا جب ایمان نجدا و قرآن ثابت ہو گیا اب قرآن جو فرمان خدا ہی اوس سے آنحضرت

صلعم کی ختم نبوت پر دلیل مضبوط ٹھہری قرآن مجید مین اللہ جل شانہ نے یون فرمایا ہی سورۂ فتح کے اخیر مین
کہ محمد رسول اللہ کا اور جو لوگ کہ اونکے ساتھ ہین کافرون پر بڑے سخت ہین اور مومنون پر رحم کرنے
والے تم پاوگے اونکو رکوع اور سجدہ کرنیوالے اور چاہنے والے مرضی اور خوشی خداوند تعالی کی اور دیکھو
اونکی پیشانی مین نور نشانی سجدے کی اونکی صفت ہی توریت مین یعنی جو صفتین مذکور ہوئین یہ
توراۃ مین ہین اور اونکی صفت انجیل مین جیسا کھیت ہی سو پٹھے اوگے پر اپنی پھلی پر قائم ہوئے
پھر موٹا ہو کر ٹھہرے اپنی جڑ پر خوش معلوم ہوتا ہی صاحب کھیت کو تاکہ غصے مین لاوے اللہ تعالی اونکے
سبب سے کفار کو خدائے تعالی نے وعدہ کیا ہی واسطے اونکے آمرزش و مغفرت اور بڑی مزدوری کا
(فائدہ) دین اسلام بسبب ایمان حضرت ابو بکر صدیقؓ بطور کھیت کے اوگا پھر حضرت عمر فاروقؓ سے اپنی
پھلی پر قائم ہوا اور حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ سے موٹا ہو کر ٹھہرا خوش معلوم ہوتا ہی صاحب
کھیت کو یعنی خدائے جل شانہ اور رسول صلعم کو مین اب تشبیہ عقلی دیتا ہون کہ دین اسلام ایک
انسان قرار دیا جائے اور جیسے حواس خمسہ یعنی سمع و بصر و ذوق و شم و لمس ہی اصحاب کبار کو
سمجھا جاوے اگرچہ بظاہر بصر کو تفضیل ہی ولیکن سمع کی فضیلت کو محقق لوگ مان گئے ہین کیونکہ
جو اندھا ہی اوسکو بذریعہ کان کے تعلیم ہوسکتی ہی مگر بہرے کو ہرگز نہین ایسے ہی سب حواس ہین کسیکو
کم نہ سمجھنا چاہیے یعنی سننا اور دیکھنا اور چکھنا اور سونگھنا منحصر حضرات خلفاء اربعہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین پر اور چھونا اوپر سائر اصحاب رضی اللہ عنہم کے مقتصر رکھنا چاہیے لیکن ازواج مطہرات
و اہل بیت طاہرات جیسے حواس باطنہ ہین اگر کسی شخص کے حواس ظاہری یا باطنی مین کچھ خلل پڑ جاوے
تو کامل انسان نہ کہلاتا ہو ویسا ہی اگر اصحاب کبار مین سے کسیکو مانے اور کسیکو نہین یا ازواج
مطہرات و اہلبیت طاہرات بعض کو مانے اور بعض کو نہین تو وہ کامل ایمان نہوگا اب مسئلہ
جبر و قدر سننا چاہیے کہ دنیا ایک خدا کا باغیچہ ہی جسمین طرح طرح کے میوہ دار درخت لگائے ہین اور
نوع بنوع پھول کی کیاریان جمائی ہین اور اپنی کریمی سے انسان کو حکم تصرف عطا فرمایا مگر بسبب
کسی امر باریک کے بعض چیز سے منع کیا جیسے گل سوری کو نہ توڑے یا خوشہ انگور سیاہ کو نہ چکھے

اب اگر انسان منع نہ مانے اور وہ کام کرے تو مستحق عذاب ہوگا اور اگر حکم الٰہی سے ڈر کر باز رہے ثواب
پائیگا اس صورت مین انسان بے ادبی کرے کہ نہین سکتا ہی کہ مین نے پھول نتوڑا اور انگور نہ اوٹھایا کیونکہ
میرے ہاتھ و پیر مین طاقت نہ تھی تو نے مجھے قوت رفتار دی ہی یہ اوسکی کمال جہالت کی بات ہی کہ مزہ خود
پاوے اور مالک کو اپنے کام کی نسبت بتاوے اس مقام مین بعضے خوش فہم اعتراض کرتے ہین کہ اگر خداوند تعالی
کو منظور نہ تھا تو کاہیکو پیدا کیا جواب اوسکا یہ ہی جب آدمی بیمار ہوتا ہی تو طبیعت اوسکی وہ چیز چاہتی ہی
کہ جسمین سے اوسکو ضرر ہووے اور طبیب اوسکو کڑوی دوا دیتا ہی جب آدمی اپنے ہمجنس کی حکمت سے
آگاہ نہین تو حضرت حکیم علی الاطلاق کی حکمت کو کیا جاننا چاہتا ہی حضرت امام ابو حنیفہ کوفی رح سے
کسی دہریہ نے سوال کیا کہ آگے خدا کے کون چیز تھی نور خدا کا مونہہ کس طرف ہی خدا رات و دن کس
کام مین رہتا ہی چونکہ سائل ایک بلندی پر سے سوال کرتا تھا امام صاحب نے فرمایا جواب دینے والے کو
بلند مقام پر ہونا چاہیے سائل اوتر آیا امام صاحب نے بلندی پر جا کے فرمایا کیا پوچھتا ہی سائل نے
کہا آگے خدا کے کون چیز تھی امام صاحب نے جواب دیا فن حساب مین قبل ایک کے کوئی عدد صحیح ہی
کہا نہین امام صاحب نے کہا جب مجاز مین نہین حقیقت مین کس طرح پاؤگے خدا کے نور کا مونہہ
کس طرف ہی جواب دیا آفتاب و مہتاب کے نور کا مونہہ کسطرف ہوتا ہی خداے تعالی رات دن کس کام مین
رہتا ہی فرمایا تم ایسے دہریہ کو مقام بلند سے اوتارتا ہی اور مجھسے موحد کو چڑھاتا ہی قصہ کوتاہ اگر
کوئی نظر سے غور کرے تو اوسکو ہزارون دلیل حاصل ہو جائین وگرنہ ابو جہل کو معجزہ نبوت کا کارگر
نہوا دوسرے کیا بھروسا اسیواسطے کہتے ہین کہ ابو جہل کعبہ سے کافر نکلا اور حضرت ابراہیم عم
بت خانہ سے مومن آغاز اسلام سے اس زمانے تک ہزارون آدمی مشرف بایمان و عرفان ہو
اور بہت سے کافر اور سرکش ہوگئے وقت بحث و تکرار ساتھ علماے حق کے ہٹ دھرمی اختیار
کی حکماے یونان جہل بسیط کا علاج قبول کرنے کے قائل ہین لیکن جہل مرکب کی دوا نہین ہے
آنحضرت صلعم کے پاس ایک دہاتی آیا اور علم توحید پوچھا آپنے فرمایا تو جان نجان خدا دیکھتا ہی
بیچارہ بہت خوش ہوکر بولا اور مجھے کچھ درکار نہین ہی ایسا ہی کسی نے جبر و قدر پوچھا آپنے فرمایا

جو ذرہ بھر نیکی کریگا اوسکو پاویگا اور جو ذرہ بھر بدی کریگا اوسکو دیکھیگا وہ شخص خوشی سے مست ہوگیا

آغاز مقصد

جب تمہید سے مقدمے کے فراغت ہوئی اب معلوم کرنا چاہیے کہ بعد انتقال حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم خلافت کے باب مین روافض و خوارج خوب بحث کرتے ہین تو روافض کہتے ہین امام برحق وصی مطلق حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی گیارہ اولاد تا حضرت امام زمان قائم و حجت مہدی رضی اللہ عنہ کہ بارہ ہوتے ہین انھین حق خلافت تھا تمامی صحابہ بعد وفات آنحضرت صلعم دین سے پھر گئے اور حق تلفی کی مگر چند آدمی اپنے دین و ایمان پر قائم تھے یعنی سلمان فارسی و مقداد و اباذر غفاری وغیرہ رضی اللہ عنہم اور دلیل لاتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو موضع غدیر خم مین سامنے ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمی صحابہ کے خلافت بخشی تھی اور جسوقت آنحضرت صلعم تبوک کی لڑائی مین تشریف لیجاتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو فرمایا تھا تو خلیفہ ہے میرا جیسے حضرت ہارون عم حضرت موسی عم کے خلیفہ تھے اور آنحضرت صلعم نے مرض موت مین کاغذ طلب کیا کہ وصیت نامہ لکھاوین مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ مانع آئے کہ آنحضرت صلعم نے شدت بخار سے ایسی بات فرمائی ہمکو کتاب اللہ بس ہے چونکہ حضرت عمرؓ کی بات سب پر غالب تھی صحابہ اسپر دم نہ مارے علاوہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین ارث حضرت سیدۃ النسا رضی اللہ عنہا جو باغ فدک تھا چھین لیا باوجود گذارنے شہادت کے دعوی نامنظور کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین دختر حضرت بتول ام کلثوم رضی اللہ عنہا کو زبردستی غصب کر لیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف مین جتنی آیات حضرت علی کرم اللہ وجہہ و ائمہ اطہار رضوان اللہ علیہم اجمعین کی وصف مین تھین مہاجرین و انصار کے نام پر تغییر و تبدیل کین جب تمامی بدلنا دشوار تھا قرآن کو جلا دیا اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی بیٹی عایشہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کو آنحضرت صلعم کے روضۂ مبارک مین دفن کرائین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بیٹی حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کو روضۂ مبارک مین دفن کرائین اسیطرح

ظلم و تعدی کرتے رہے اور اہل حق کو حق پانے سے محروم کیا خوارج حضرات خلفائے ثلثہ یعنی ابوبکر و عمر
و عثمان رضوان اللہ علیہم اجمعین کی خلافت مانند سنت و جماعت کے قبول کرتے ہین جب حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو لڑائی کرتے ہین پایا اپنے کو اطاعت سے خلیفہ کے
الگ کر لیا بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بد کہنے لگے اور اونکے پیروان جو شیعہ کہلاتے ہین اونکو
کافر جانتے اور لوٹنا مال کا اور غلام و لونڈی کرنے انکی زن و فرزند کو موجب ثواب سمجھتے اور ہمیشہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی اولاد کے دشمن ہین الغرض جیسا روافض اصحاب اخیار و ازواج مطہرات
رضوان اللہ علیہم اجمعین کو گالی دیوین خوارج حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور اونکی زوجۂ طاہرہ و اولاد
پاک کو برائی سے یاد کرتے ہین اگر کوئی انکا وصف کرے تو ناخوش ہوتے ہین چنانچہ امام نسائی رح
محدث سنت و جماعت کے ہاتھ سے نواصب شام کے بباعث منقبت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے
شہید ہوے اور کہانتک حسد کو انکے بیان کرین فرقۂ سنت و جماعت جو سیدھی راہ پر چلتے
ہین اور افراط و تفریط سے بچتے وہی کہتے ہین خلافت آنحضرت صلعم نے اپنی حین حیات مین
نہ کسیکو عطا فرمائی اور نہ بعد موت کسی کے واسطے وصیت کی اگر روافض خلافت پانا بمقام غدیر
خم جو آنحضرت صلعم نے وقت لوٹنے مکہ معظمہ سے بسوے مدینہ منورہ کے خطبہ پڑھا تھا بلفظ حدیث
من کنت مولاہ فعلی مولاہ یعنی جسکا مین دوست ہون علی اوسکا دوست ہے سمجھے ہین تو اونکی
نخوش فہمی ہے کیونکہ اگر یہان لفظ مولا بمعنی آقا و منیب کے لیا جائے تو الفاظ تتمہ حدیث اوسکے
مخالف پڑتے ہین اللہم وال من والاہ و عاد من عاداہ یعنی بارخدایا تو دوست جان جو
دوست جانے علی کو اور تو دشمن جان جو دشمن جانے علی [illegible] کہ مین جسکا سردار ہون
علی اوسکا سردار ہے اس سے خلافت بعد موت آنحضرت [illegible] ہوگی خصوصاً آنحضرت
صلعم نہایت صاف بیان کرنے والے تھے بلکہ آپنے آدمی [illegible] جا بولنے سے منع فرمایا ہے
اور خود ایسا کیون فرماتے صاف یون کہنا تھا ایھا الناس [illegible] علیا والی الامر
علیکم من بعدی یعنی ای لوگو جانو تم کہ ہر آینہ علی میرے [illegible] سردار ہوگا خیر اگر غدیر خم مین

اس دنیا مین کسی ذلیل کو گوارا نہین بھلا جو شیر خدا ہین وہ کیونکر برداشت کرینگے اور اگر ایسے مقام مین
تقیہ کو گنجایش دی جائے پھر کب انسان اپنی جرأت دکھاتا ہے یعنی خلافت نہ دی باغ فدک چھین لیا جو
ابنا موس پر دست انداز ہوا تب بھی آپ ڈر کر رہگئے اور حضرات خلفاے ثلاثہ رضوان اللہ علیہم کا دور
تمام ہوا جنگ جمل مین حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا پر اور جنگ صفین مین حضرت معاویہ رضی اللہ
عنہ پر اپنی شجاعت و مردانگی کو کام فرمایا ایسا کبھی نہین چونکہ وہ تینون امر نہایت حق تھے
سکوت اختیار کیا اور امر ناحق سے الجھ گئے حالانکہ جب حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا جنگ جمل
یاد کرتین بہت روتین اور جنگ مذکور کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ یاد کرکے نہایت افسوس
کیا کرتے تھے ایسا ہی جنگ صفین بھی مرضی شارع نہ تھی بلکہ اس باب مین اُمّت کو فرمایا تھا کہ
جو کوئی بیٹھا رہے وہ بہتر ہو کھڑے ہونے والے سے اور کھڑا ہونے والا بہتر چلنے والے سے اور جو کوئی
پیادہ ہو وہ بہتر سوار سے پوچھا آدمیون نے کہ یا حضرت فرمایئے ہم لوگ اوس وقت کیا کام کرین
ارشاد کیا اپنے کھیت کے کار مین مشغول رہنا یا مویشی کو چرایا کرنا پھر پوچھا اگر دشمن آ کر قصد
قتل کرے تو کیا کرین ایسا ہو کہ آدم کے بیٹے ہابیل مانند بن جاؤ اے بھائی سنت و جماعت سواے
ملائک اور انبیا علیہم الصلوۃ والسلام کے دوسرے کو بے گناہ نہین جانتے اگر نفس امارہ کسی وقت
قابو پاکر کوئی حرکت سرزد کرادیتا ہے تو فوراً النفس لوامہ ملامت کرتا ہے ان دونون لڑائی کو مثل خانہ
جنگی کے تصور کرنا چاہیے جیسا مان اور بیٹے سے اور بھائی بھائیون سے چنانچہ اگلی امت مین بھی ہو چکا
ہے حضرت موسی عم جب کوہ طور سے لوٹے قوم کو گوسالہ پرستی مین پایا غصہ ہو کر اپنے بڑے بھائی
حضرت ہارون عم کے سر کے بال اور داڑھی پکڑ کھینچا اور برادران حضرت یوسف عم نے اونکو کسقدر
تنگ کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین قرآن شریف کی آیہ منسوخہ پر جب
آدمیون کو لڑتا پایا خود حافظ قرآن تھے اور حفاظ کو بلا کے سات جلدین قرآن شریف کی نقل کرائین
اور قلمرو اسلام مین روانہ کین اور باقی آیات متنازعہ فیہا کو جلا دیا اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
رضی اللہ عنہ سے قرآن لینے مین جو سختی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے غلامون نے کی تھی

سو امور سیاست ریاست سے تھی جیسے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین ایک شخص لوطی کو جلا دیا اور برادر حقیقی حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کو اسقدر ناخوش کیا کہ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے جا ملے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن سوز کہنا بیجا ہے جہان سے قرآن سوزی کیا قرآن سوزی سخت ہے اور اگر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ انسے ناخوش ہوئے تو حضرت عقیل رضی اللہ عنہ حضرت خلافت پناہ امارت دستگاہ سے کیون بگڑے حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا اپنے مکان سکونت پر کہین حیات آنحضرت صلعم مالک ہوئی تھین بلکہ سارے ازواج مطہرات کے بیوت جدا جدا تھے چنانچہ آیہ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ یعنی تم بیبیان آنحضرت صلعم کی ہو اپنے اپنے گھرون مین دلالت موجود ہے اور دفن کرانا حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما کا اوسمین باشارہ مضمون حدیث کے ہے فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ روز قیامت مین ہم و ابوبکر و عمر ایک ساتھ چلینگے اور دوسری روایت مین ذکر حضرت عیسیٰ بن مریم عم بھی ہے یہی سبب ہے کہ روضہ مبارک کی جاے خالی ہے نہ خلیفہ ثالث کو ملی ناحق باغی لوگ مانع آئے اور نہ خلیفہ چہارم کو ملی بلکہ جس ناقہ پر لاش سوار تھی کوفے سے مدینہ کیا آویگا بھاگ کر مقام نجف مین ایسا بیٹھا کہ پھر اوسکا ہلانا مشکل پڑا ناچار وہین دفن ہوے جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ شہید ہوئے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روضہ مبارک مین دفن کرانے کے لیے اجازت چاہی حضرت ام المومنین نے دستوری دی مگر مروان بن حکم اوسوقت حاکم تھا اور بقرابت خلیفہ ثالث ہرگز راضی نہوا کہ حضرت خلیفہ ثالث رضی اللہ عنہ جنت البقیع کے باہر رہین اور حسن کو مین روضہ مبارک مین دفن ہونے دون قریب تھا کہ دونون طرف خونریزی ہو مگر صلاح وقت ٹھہری کہ جنت البقیع مین دفن کرائیے اور جو کچھ تقدیر کو کرنا تھا کیا اور یہ سب بہانہ ڈالا ایسا ہی انکے سب طعن و تشنیع کے جواب مطولات مین آنحضرت صلعم کی اولاد بطن سے ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی چار لڑکیان اور دو لڑکے تھے حضرت رقیہ کلثوم اور زینب اور فاطمہ اور طیب طاہر اور قاسم رضی اللہ عنہم

خلافت عنایت ہوگئی تھی پھر مرض موت مین کاغذ طلب فرمانا اور کہنا کہ تمہارے واسطے کچھ لکھون
تاکہ میرے بعد گمراہ نہو یہ کیسی بات ہی مثلاً ایک شخص حالت صحت مین کوئی چیز ہبہ کرے اور قبض
نکراوے پھر اوسی چیز کو اپنے مرض موت مین شخص دیگر کو وصیت کرے تو یہ وصیت ہبہ سابق کو
رد کریگی اور مانند تمامی تصرفات کے تہائی حصہ سے جاری ہاویگی اس سے تو روافض کا مطلب فوت
ہی اور یہ جو کہتے ہین کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بات سب پر غالب تھی یہ سراسر جھوٹ ہی آنحضرت
صلعم کے سامنے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کوئی کم رتبہ نتھے علی الخصوص جسکے سبب عبداللہ
ابن مکتوم نابینا کے باعث آپ پر عتاب ہوا اور سورہ عبس نازل ہوئی تب سے آپ قوی سے
ضعیف کی خاطر زیادہ فرمایا کرتے اور جسوقت تبوک کی لڑائی مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر
چھوڑ گئے تھے یہی عبداللہ ابن مکتوم رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی کی امامت کا حکم دیگئے الغرض
وہ خلافت پوری نتھی کیونکہ اہل و عیال کی محافظت کرنی محض منظور تھی قصہ مختصر مورد حدیث کو
دیکھنا چاہیے چونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نہایت زاہد تھے اور بے روک آدمی کو کہدیتے اسواسطے
آنحضرت صلعم کو خلائق سے انکی الفت دلانی منظور تھی چنانچہ پس از تمام خطبہ کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ہاتھ پکڑ کے ہلایا اور کہا بخ بخ لک انت مولی الکل یعنی خوشخبری ہو
تمکو کہ سب کے تم دوست ہو والا جاے بیعت کرنیکی تھی ایسا ہی جب تبوک کی لڑائی مین آنحضرت
صلعم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو اپنے محافظت خاندان پر چھوڑ جانیکا ارادہ فرمایا حضرت امیر نے
بمقتضائے سن جوانی خانہ نشینی پسند نہ کی رنگ چہرے کا متغیر بحضور آنحضرت صلعم آئے اور کہا
آپ مجکو مکان پر چھوڑ جائینگا آنحضرت صلعم نے اوسوقت اونکی دلدہی فرمائی انت منی بمنزلۃ
ھارون من موسی لکن لا نبی بعدی یعنی تم میرے خلیفہ ہو مانند حضرت ہارون عم حضرت
موسی عم کے لیکن میرے بعد کوئی نبی نہین جب حضرت موسی عم کوہ طور پر گئے حضرت ہارون عم کو
خلیفہ رکھ گئے تھے پھر جب لوٹے وہ خلافت باقی نرہی اس مقام مین کوئی کہے کہ آنحضرت صلعم کو
کچھ لکھنا منظور ہوتا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کیون خلاف حکم کام کیا مین کہتا ہون اسکو

اسکو خلاف حکم نہین کہتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ آپکو تکلیف ہوگی اور قرآن کو نازل ہوے تئیس برس ہو چکے ہین جسپر اب تک خوف گمراہی ہے ابھی ایک پرزہ کاغذ پر ہدایت نامہ لکھا جائیگا یہ امت پر صرف مہربانی سے یاد ہے اور اوسکو خلاف حکم کہا جائے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ تنہا نہین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کیون کاغذ پیش نکیا جبکہ حیات آنحضرت صلعم اونکو کیا خوف تھا حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین باغ فدک چھین نہین لیا بلکہ بفحواے حدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث ما ترکنا صدقة یعنی ہم گروہ انبیا ہین نہ اپنی پدری وراثت لیتے ہین اور نہ ورثہ کو وراثت دلائے جاتے ہین جو ترکہ ہو سو صدقہ ہے حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو وراثت نہ دلایا تھا اور یہ حدیث بحق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ آیۂ توریث سے خاص کر اور شہادت قبول نکرنی باعث عدم نصاب شہادت کے تھی اس مقام مین نواصب کہتے ہین کہ بلغ فدک ندینے سے حضرت زہرا کو رنج ہوا اور موجب ملال اونکا سبب وبال ہے کیونکہ آنحضرت صلعم کی جگر گوشہ تھین مین کہتا ہون یہ تو جگر گوشہ مجازی ہے جب کافرون نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے دامن پاک مین تہمت زنا لگائی اور آنحضرت صلعم نے اس امر کی صفائی مین ایک مجلس منعقد کی جسمین مہاجرین و انصار موجود تھے اور ہر شخص اپنے اپنے طور پر صفائی بیان کرتے تھے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ ایک عورت کے واسطے اجماع کرنا کیا ضرورت ہے طلاق دیجیے اور دوسرا نکاح کر لیجیے سبحان اللہ امر حق سے تو جگر مجازی جلے اور ایسی بات سے دل حقیقی بیان نہوے کہ ذات بابرکات حضرت نبی کریم صلعم نہایت حریص عورت کی تھی اور جب حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا تب درمیان ہر دو زن و شوے کے کچھ بدمزگی درپیش آئی آپ نے خفا ہو کر مسجد نبوی صلعم مین جا کر خواب فرمایا آنحضرت صلعم یہ ماجرا دریافت کر کے مسجد تشریف لے گئے اور بخطاب ابو تراب پکارے اور مکان مین لائے بعد اوسکے خطبہ مین الا ان فاطمة بضعة منی فمن اذاها فقد اذانی ومن اذانی فقد اذا الله یعنی ہوش رکھو کہ فاطمہ میری لخت جگر ہے جسنے اونکو اذیت دی مجھے اذیت دی جسنے مجھے اذیت دی خدا کو اوسنے اذیت دی پڑھا

جسپر حضرت امیر رضی اللہ عنہ متنبہ ہوکر اوس قصد سے باز آئے اور جس شب کو آنحضرت صلعم نے
حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واسطے ادائے نماز تہجد فرمایا کیا جواب دیا کہ انی لا نستطیع الا
ما کتب اللہ لنا یعنی مین نہین سکونگا مگر جو نماز فرض خدا کی ہی آنحضرت صلعم یہ کہتے ہوے مکان سے
باہر تشریف لائے وکان الانسان اکثر شیئ جدلا ہر اینہ آدمی ہر چیز کو جھگڑتا ہی اور اپنے
نفع و ضرر سے آگاہ نہین اگر بایکدامنی مین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی آیت قرآنی نازل ہوتی
تو روافض نہایت خوش ہوتے اور کہتے کہ موافق رائے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے طلاق دی
گئی تمثیلاً توافق رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو یہان بیان کرنا بطور جملۂ معترضہ کے ہی جب جنگ
بدر مین اکثر اہل قریش اسیر ہوکر آئے آنحضرت صلعم نے قیدیون کے لیے مشورہ کیا رائے حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ اسپر ٹھہری کہ انسے فدیہ لے کے چھوڑا جائے اور رائے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی اسپر قرار پائی کہ ہر شخص اپنے اپنے قرابتدار کو کلمہ پڑھاوے یا قتل کرے چنانچہ آنحضرت صلعم اپنے
چچا عباس رضی اللہ عنہ کو اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اپنے یگانے کو ایسا ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ
اپنے یگانہ کو اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ اپنے بھائی عقیل رضی اللہ عنہ کو آخرحاصل آنحضرت صلعم نے
رائے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی پسند فرمائی اور کہا تو مثل حضرت ابراہیم عم کے ہی کہ خدا سے
اپنی امت کی مغفرت چاہی اے عمر تو مانند حضرت نوح عم کے ہی کہ دنیا مین طوفان برپا کرادیا آخر کار
سب سے فدیہ لیکر چھوڑدیا اور مہاجرین اور انصار سے وعدہ کیا کہ احد کی لڑائی مین اسیقدر آدمی
تم مین سے درجۂ شہادت پاوینگے آیت تنبیہ نازل ہوئی ما کان لنبی ان یکون لہ اسریٰ
حتی یثخن فی الارض الایہ یعنی نہین جائز ہی نبی کو فدیہ لینا کفار سے آنحضرت صلعم اور سب
صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین روئے اور فرمایا اگر عذاب الٰہی نازل ہوتا تو سوائے عمر رضی کے کوئی
نہ بچتا اور اوسی تاریخ کہا ینطق الحق علی لسان عمر یعنی خداوند تعالی حضرت عمر رض کے بولنے
بولتا ہی یہان کوئی ایسا نہ سمجھے کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بمعاملہ
باغ فدک جھوٹا سمجھا استغفر اللہ وہ قضیہ مثل اس قضیہ کے ہی کہ حضرت امیر المومنین علی رض

نے اپنی خلافت مین شریح کو قاضی کا عہدہ دیا تھا اور آپکے ساتھ ایک یہودی کا معاملہ درپیش
ہوا سامنے قاضی کے آپ نے کہا مین نے یہ جبہ گرو رکھا تھا اوسپر دو شاہد ہین ایک حضرت
امام حسن رضی اللہ عنہ دوسرا قنبر میرا غلام آزاد کیا ہوا اور یہودی نے کہا یہ جبہ میرا ہی قاضی
شریح نے بیٹے کی گواہی باپ کے لیے قبول نکی اور قنبر شخص واحد ہی اوسکا کہنا فائدہ ندیا جبہ
ہاتھ مین یہودی کے تھا اوسیکو دلایا یہودی آئین مسلمانی مین ایسا انصاف دیکھکر
مومن ہوا اور جبہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو واپس کیا حضرت امیر نے اوسکو ایک گھوڑا بخشا وہ
آپکے ساتھ تھا حتی کہ جنگ صفین مین شہید ہوا قول فیصل یہ ہی کہ حضرت امیر رضی اللہ
عنہ نے اپنی خلافت مین باغ فدک کیون نہین لیا روافض کہتے ہین اہانت سے نہین لیا
شیر کبھی لومڑی کا جھوٹا نہین کھاتا ہی مین کہتا ہون حضرت امیر نے خلافت منصوبہ کو
کیون لیا شاباش اور حضرت امام حسین شہید رضی اللہ عنہ کے کہ واسطے اپنی خلافت کے یزید
پلید سے مردانہ وار لڑے اور بخلاف اپنے والد ماجد کے ڈرکر مخالف کی اطاعت نکی اور جب مامون
خلیفہ نے حضرت موسی کاظم رضی اللہ عنہ کو باغ فدک چھوڑ دیا تو کیون اپنے بزرگوار کے برخلاف
قبول کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت مین حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا سے نکاح صحیح
کیا تھا قصہ یون ہی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ایک روز کہا کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہی کہ تمامی
رشتہ و قرابت قیامت کے دن باقی نرہیگی مگر میرا رشتہ و قرابت سو مین آنحضرت صلعم کا
خسر کہلاتا ہون اگر تم مجھے اپنی دامادی مین قبول کرو تو میرا رشتہ و قرابت آنحضرت صلعم سے
مضبوط ہو جاے حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ مین حضرت ام کلثوم کی نسبت اپنے
بھائی کے بیٹے سے کر چکا ہون چونکہ وہ طاہرہ صغیرہ تھی اور گاہ گاہ خلیفہ دوم کے گھر جاتی تھی اتفاقا
ایک روز گئین خلیفہ نے نہایت محبت کی اور پیشانی پر اونکے بوسہ دیا وقت چلنے کے پیچھے سے
ازراہ مزاح ساق کو پکڑ لیا اور کہا کہ اپنے باپ سے بیان کرنا کہ مین نے کیا کیا بعد اس حرکت کے
حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے ولی ہوکر نکاح پڑھایا اسکو غضب بولنا صراحۃً گالی دینا ہی جب

اور بطن سے جاریہ حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوے
روافض سواے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے کسیکا نام نہین لیتے اور ازواج مطہرات مین سے
صرف حضرت عایشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما کے دوسرے کو برائی سے یاد نہین کرتے اگر کہین کہ
ہم بباد مظلوم پہونچتے ہین جواب وسکایہ ہی کہ سنت و جماعت بباد حضرت عایشہ و حفصہ رضی اللہ
عنہما کے مستعد ہین اور محبت اہلبیت رضوان اللہ علیہم نہایت رکھتے ہین سنی کی محبت کو
چند روز بعقیدہ خوارج ورآکر دریافت کرنا چاہیے کیونکہ زبان تیزی کار زنان و دست درازی
پیشہ مردان ہی اسواسطے لکھا گیا ہی کہ شیعہ اس امت مرحومہ کی عورت ہی چونکہ عادت جبلی
عورتون کی نقصانی عقل و دین ہی اور اپنے مخالف مزاج کو گالی دینی علی الخصوص و بروے
جنکی صفت کرین اور غیبت مین اونکو بد کہین اور جھوٹ بولنا اونکو محض آسان ہی افترا اور
بہتان انکا ایمان ہی اور چشمک مارنی انکا کام اور مونہہ چڑھانا آخر انجام ہی اور یہ سب خصلتین
روافض مین موجود ہین اصل حال خلافت یہ ہی کہ جب آنحضرت صلعم کو مرض کی شدت ہوئی
آپنے حضرت عایشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہو اپنے باپ کو امامت مسجد کرے حضرت عایشہ
صدیقہؓ نے جواب دیا کہ باپ میرا نہایت نرم دل ہی آپکے مقام امامت مین قائم نہین ہو سکینگے
آنحضرت صلعم نے فرمایا تو ناقص العقل ہی مثل زنان مصر کے جو یوسف علیہ السلام کو سمجھاتی تھین
مین ابوبکر رضی اللہ عنہ کو خوب جانتا ہون کہو کہ امامت کرے مسجد مین پھر حضرت عایشہ
رضی اللہ عنہا نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ وہ اپنے باپ عمر رضی اللہ عنہ کے
لیے استدعا کرے چنانچہ اونھون نے امامت کرنے کی اجازت چاہی آنحضرت صلعم نے فرمایا
کہ نہین ابوبکر رضی اللہ عنہ امامت کرے الغرض حسب فرمان والا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے
مسجد نبوی مین امامت کی آنحضرت صلعم نے دروازہ حجرہ مبارک جو بطرف مسجد نبوی تھا
کھولا اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو امامت کرتے دیکھا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پس پا
ہونا چاہا کہ شاید خود بذات شریف امامت فرماوینگے آنحضرت صلعم نے باشارہ دست مبارک

حکم اعلاے نماز فرمایا اور بزیر لب تبسم کیا اور دروازہ حجرہ بند کر لیا ہر گاہ روح مبارک آپکی مقبوض
ہوئی صحابہ رضوان اللہ علیہم نے درباب دفن و نماز جنازہ اختلاف کیا حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ نے کہا مین نے آنحضرت صلعم سے سنا ہی کہ ارواح انبیا علیہم السلام جس مقام پر قبض
کی جاتی ہین اوسی جگہ مدفون ہوتی ہین اور ہر شخص نے جدا جدا نماز جنازہ پڑھکر حجرہ مبارک مین
دفن کیا انا للہ وانا الیہ راجعون بعد اوسکے سقیفہ بنی سعد مین مشورہ
خلافت کیا انصار کہتے تھے کہ ایک شخص امیر ہم مین سے ہو اور مہاجرین مین سے ایک شخص
امیر ہووے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تم مین سے کوئی ہی کہ حضرت صدیق
رضی اللہ عنہ پر امامت کرے کیونکہ وہی بحضور پرنور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
امامت کی ہی علاوہ کسی لڑائی مین انصار کو امیر لشکر آنحضرت صلعم نے نہ بنایا ہمیشہ انصار
معاون ہے اسی بات پر خلافت اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے قرار پائی اور اجماع اکثر
صحابہ سے منعقد ہو کر بیعت بدست اونکے ہوئی قبل اسکے عدم عداوت درمیان صحابہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین کے تمہید مقدمہ مین لکھ چکے ہین اب اسواسطے تائید انعقاد اجماع کے لکھتے ہین کہ اللہ تعالی
جل شانہ عظم برہانہ نے اس امت مرحومہ کو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس
تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر یعنی ہو تم نیک گروہ ازل سے ابد تک طرف
لائے گئے ہو حکم کروگے نیک کام مین اور باز رہوگے برے کام سے توصیف فرمائی اور اگر صحابہ
رضی اللہ عنہم سے خلاف اوسکے ظہور مین آوے معاذ اللہ جل جناب باری عز اسمہ لازم آوے
اور یہ محال ہی لیکن روافض کو کچھ پروا نہین کہ وہ بدا کو جناب الہی پر جائز رکھتے ہین اور
تقیہ کو حضرات انبیا علیہم السلام پر واجب جانتے ہین اور حضرت مخبر صادق صلعم نے فرمایا
لا تجتمع امتی علی الضلالۃ یعنی امت میری اجماع گمراہی پر نکریگی پھر اجماع انکا
قبول کرنا متحتم ہی اگر نعوذ باللہ صحابہ رضوان اللہ علیہم مرتد ہو جاتے تو خداوند تعالی حسب وعدہ
اپنے یا ایہا الذین آمنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّونَهُ اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ یعنی ای لوگو ایمان
والے جو تم مین سے مرتد ہو جاوے اپنے ایمان سے اللہ تعالی اوپر لائیگا ایک گروہ کو کہ دوست رکھے
عاجزی مومنون سے اور غلبہ اوپر کافرون کے غرور اوپر کسیکو بھیجتا اور بدست اونکے قتل کراتا
جب ایسا نہوا تب خلافت انکی صحیح جاننا چاہیے اور ایمان اونکا قائم ماننا ورنہ خداوند تعالی کا
خلاف وعدہ ثابت ہوگا اور تحقیق وہ وعدہ خلاف نہین ہے جب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ
عنہ کی خلافت درست ٹھہری اونھون نے اپنے مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو خلیفہ
مقرر کرکے ایک عہدنامہ لکھا اور صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دستخط چاہا تمامی صحابہ نے
دستخط کیے اور وہی دستخط قائم مقام بیعت ہوے اجرائے کار خلافت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ
اور کثرت فتح اونکی کتب تواریخ سے ثابت ہے حاجت دلیل و برہان نہین اونھون نے بدست ابولولو
مجوسی کے جو واسطے کم کرانے اپنے خراج کے آیا تھا اور خلیفہ ثانی نے کم نکیا گوشہ مسجد مین
ودشتی بیٹھا رہا وقت نماز صبح بر رکعت اولی شکم مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے چھری
ماری اور چاک کیا آپ بیہوش گر پڑے حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے خلیفہ ہوکر
نماز تمام کی اور قاتل کا قصد گرفتاری کیا اوسنے اور چند کس کو زخمی کیا آخرش مرتد ہلاک
ہوا خلیفہ ثانی کو مکان پر اونکے لائے جو کچھ پلاتے تھے از راہ جراحت نکل آتا تھا اوسی اثنا مین
شہید ہوے اور خلافت کو درمیان چھ آدمی صحابہ جلیل القدر یعنی حضرت عثمان ذی النورین
اور حضرت اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب اور طلحہ اور زبیر اور سعد بن ابی وقاص اور
عبد الرحمن بن عوف رضوان اللہ علیہم اجمعین کے چھوڑی تب سے روافض ابولولو کو
بابا شجاع الدین کہتے ہین اور بجائے عید الفطر عید غدیر جو سابق بجادہ عطائے خلافت گذرا
اور بمقام عید الاضحی عید شجاع کرتے ہین اور ایسا ہی خوارج روز شہادت حضرت علی کرم اللہ
وجہہ و حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو عید جانتے قصہ کوتاہ پس از مشورہ و ثالثی خلافت
اوپر حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کے قرار پائی و ہر اپنی خلافت مین مروان بن حکم کو جو

قرابت اونسے رکھتا تھا اور امور ریاست مین ہوشیار تھا باپ کو اوسکے آنحضرت صلعم نے
باعث آمیزش بامنافقین شہر بدر کیا تھا اور خلیفۂ اول و دوم بھی اوسکو دور دور رکھا کیے
خلیفۂ ثالث نے اوسے بلا لیا اور تمام کار خلافت مین وزیر و مشیر کیا اور خود بذات شریف
کم توجہ بامور خلافت فرمائی بہت رعایا ہاتھ سے مروان کے تنگ آئی اور حضرت خلیفۂ چہارم سے
دادخواہ ہوے کہ خلیفۂ ثالث مروان کو معزول کرین لیکن چونکہ اوسی حیلے سے حضرت ذی النورین
رضی اللہ عنہ کی شہادت ہونی تھی کب اثر پذیر ہو چنانچہ رعایاے مصر باغی ہو کر قصد خون
مروان کیا و باعث حمایت اوسکے خلیفۂ ثالث کا بھی کیا اور محاصرہ کر رکھا حضرت محمد بن ابی بکر
رضی اللہ عنہ نے حضرت خلیفۂ ثالث سے شکایت عدم یاری زمانہ کی کہ کسی قسم کا روزگار طلب کیا
خلیفۂ ثالث نے حکم نیابت دمشق عطا فرمایا اور مروان کو واسطے لکھنے سند کے اجازت دی
مروان عداوت مستمرہ پوشیدہ رکھتا تھا سند مین بجاے لفظ فاقبلوا کے فاقتلوا لکھکر مہر خلیفہ کے
سے مزین کیا اور حوالہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے کیا اور پوشیدہ دوسرا خط بنام رعایا
دمشق کے لکھا اور اپنے غلام کو سانڈنی پر سوار کر روانہ کیا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما
اس ماجرے سے ناواقف روانۂ دمشق ہوے اور اثناے راہ مین عبداللہ بن سبا یہودی سے
ملاقات ہوئی وہ غلام مروان سوار ہو کر ملا اوس سے پوچھا اونھون نے پہلے کچھ جواب ندیا آخر
اپنا دمشق جانے کا قصد بتایا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کو شبہہ ہوا اور غلام مذکور سے
تلاش کی ایک خط خاص مروان کا پایا اور اوسکو کھولنے سے ارادہ قتل کرانے کا صاف
دیکھا تب حسب صلاح عبداللہ بن سبا اپنی سند کھولکر مطالعہ کیا اور نہایت متعجب ہوکر
خلیفۂ ثالث باوصف دعوی دوستی پدر میرے کے ایسا کام کرین خود مع عبداللہ بن سبا
و غلام مروان کو لیکے مراجعت مدینۂ منورہ کی اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ سے
دادخواہ ہوے حضرت امیر نے خلیفۂ ثالث سے ماجراے خط و کتابت پوچھا خلیفہ نے جو قرار واقعی
تھا بیان کیا کہ درحقیقت ان باتون کی اونکو خبر نہ تھی چنانچہ یہ امر ہنوز طے نہ پایا تھا کہ باغیونکا

روز بروز غلبہ تھا اور حضرت خلیفۂ ثالث کو محاصرہ کرکے تیر و تفنگ برساتے تھے ہرچند غلامان حضرت
عثمان رضی اللہ عنہ آمادۂ قتال و جدال ہوتے تھے مگر آپ منع فرماتے کیونکہ آنحضرت صلعم نے آپکو
بشارت شہید ہونے کی دی تھی چونکہ عبد اللہ بن سبا جو رئیس فرقۂ روافض کا ہے قوم یہودی تھا
اور منافقانہ طور پر ایمان لایا تھا اور اپنے کو ملقب بشیعۂ علی کیا تھا حضرت محمد بن ابی بکر رضی اللہ
عنہما کو اغوا دیکر اور چند رفیقون کو ہمراہ لیکر از راہ نقب محلسرا مین خلیفۂ ثالث کے گھسا شب کو
خلیفہ تلاوت قرآن مجید مین مشغول تھے حضرت محمد بن ابی بکر نے پیش قدمی کرکے ریش مبارک
خلیفۂ ثالث رضی اللہ عنہ کی پکڑی خلیفہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم میری عزت کیا کرتے تھے اور
پدر بزرگوار تمھارے مجھے مانتے ایسی گستاخی نکرو حضرت محمد بن ابی بکر کو تاب استقامت نہوئی پسپا
ہوگئے معاونان نے وقت فرصت کو غنیمت جانا اور خنجر تیز سے قصد خون کیا خلیفہ نے ہاتھ سے روکا
مگر اول ضربے سے بند دست جدا ہوا کلام قدیم کی آیۂ کریمہ فَسَيَكْفِيكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيعُ
الْعَلِيمُ یعنی پس کفایت کرتا ہے تمکو اللہ تعالی اور وہ سنتا و جانتا ہے پر خون ٹپکا آپنے فریاد و فغان
نکی کہ مبادا خلعت شہادت سے محروم رہون جب حرم محترم خلیفۂ ثالث نے نعرے مارے اشقیا
شہید کرکے راہ نقب سے بھاگے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خبر ہوئی آپ نے واسطے محافظت کے
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ و پسران حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہم کو واسطے محافظت کے
متعین کیا تھا جلد بدر خلیفۂ ثالث پونہچے اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے سینے پر شدت سے
دھکے مارے اور پسران طلحہ و زبیر کو بد کہا کہ تم کس کام کے لیے یہان متعین تھے اونھون نے بے علمی
ظاہر کی کیونکہ راہ نقب سے کچھ آگاہ نتھے درباب تدفین خلیفۂ ثالث باغیون نے نہایت یورش
کی یعنی روضۂ منورہ مین مجال کیا جنت البقیع مین بھی دفن ہونے کے روادار نہوے ناچار
بیرون جنت البقیع کے دفن کیے گئے اور وہ خون ہنوز مصحف عثمانی مین موجود ہے اور اہل عرب
اوسکی زیارت کرتے ہین خاقانی شروانی نے اپنی کتاب تحفۃ العراقین مین لکھا ہے ع
عثمان چو بہ جہد اقتدا کردہ + برسر گنج سر فدا کردہ + گلگونہ نمود خون عثمان + بر روے مخدرات

قرآن بہ خود خون مطہر چنان کس * گلگونہ قدسیان منزو بس * من بعد مصریان دست بیعت
سامنے حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے پیش لائے آپ نے فرمایا کہ تم لوگ اہل حل و عقد
نہین ہو یہ بات البتہ بدر والون کو سزاوار ہی اور مراد اوس سے تاخیر کرنی امر بیعت مین تھی
باشندگان بدر کے حاضر آئے اور بیعت کی خبر قتل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حضرت ام المومنین
عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو جب پونہچی آپ نے حضرت امیر کو قصاص لینے کے واسطے پیغام
بھیجا اور دونون جانب سے اصرار حد کو پونہچا حضرت امیر کو قصاص لینے مین اوس وقت
امر بیعت مین فتور متصور ہوا علاوہ آپکے پاس قاتل شخص معین نہ تھہر آدمیون نے حضرت
عایشہ صدیقہ کو بار بار قاتلون کی بے پروائی بیان کر بھیجی آخرش حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما
وغیرہ کو ہمراہ لیکے ارادہ مکہ معظمہ کیا اور شہر بصرہ مین پونہچے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے جنگ
واقع ہوئی بہت آدمی اوس جنگ مین مارے گئے اسیکو جنگ جمل کہتے ہین لشکر ام المومنین کو
شکست ہوئی اور حضرت امیر نے فتح پائی چونکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت خلیفہ ثالث سے
یک جدی تھے اسلیے مقام صفین مین صف آرا ہوئے اور قصاص خون حضرت عثمانؓ کا چاہا
حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بڑی لڑائی ہوئی اور بعد از قتل لشکریان مصالحہ درمیان آیا ان
دونون لڑائی سے حروریان مقام نہروان کے خارج اطاعت سے امام برحق حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے ہوگئے اور کہا ہمکو امام کی ضرورت نہین ہے چنانچہ حضرت عبد اللہ ابن عباسؓ کو
حضرت امیر نے واسطے فہمائش کے اونپر بھیجا اور تھوڑے آدمیون نے اطاعت قبول کی اور
بہت سے تحت ذو الفقار حیدر کے آئے اور منافقانہ طور پر بعضے ایمان لائے از انجملہ عبد الرحمن
ابن ملجم تھا کہ حضرت امیر کو شہید کیا اور عبد اللہ بن سبا جسکا ذکر سابق گذرا وہ پہلے تفضیل حضرت
امیر اوپر خلفاے ثلثہ کے لوگون کو تعلیم کیا کرتا جب حضرت امیر نے عقیدے سے اوسکے مطلع
ہوکر اپنی خدمت سے نکالدیا تب حضرت امیر کو شریک ذات معبود کہکے لوگون کو بہکایا خلاصہ
یہ کہ آپ ہی کے زمانہ مین رافضی و خارجی دونون ظاہر ہوے اور ایسی خانہ جنگی اگلی امت مین

ہوچکی ہے جیسا اوپر مذکور ہوا سنت وجماعت جنگ جمل کو مان بیٹے کی لڑائی جانتے اور جنگ
صفین کو بھائی بھائی سے قضیہ سمجھتے ہین آنحضرت صلعم اس فتنہ سے اشارہ فرماگئے ہین اور
اپنے اصحاب کا قصور پکڑنے سے منع فرمایا قال علیہ السلام خیر القرون قرنی ثم
الذین یلونہم ثم الذین یلونہم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوہم غرضا من بعدی
یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے نیک زمانہ میرا زمانہ ہے پھر نزدیک اوس سے زمانہ پھر نزدیک اوس سے زمانہ
واسطے خدا کے میرے اصحاب کا عیب مت پکڑو بعد میرے اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے
کسی نے ان دونون لڑائیون کا حال پوچھا آپ نے آیہ کریمہ سے جواب دیا تلک امۃ قد خلت
لہا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون یعنی یہ گروہ
گذر گئے وہ اپنے کیے کی جزا پاینگے اور تم اپنے کیے کی جزا پاوگے اور تم نہ پوچھے جاوگے کہ اونھون نے
کیون ایسا کام کیا تھا ۵ حکم آن قصہ باخدا گذار ۔ بندگی کن ترا بحکم چہ کار ۔ حضرت امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے اپنی خلافت مین عبدالرحمن بن ملجم کو محتسب کوفہ مقرر کیا تھا ایک عورت خارجی
بنام قطام کوفے مین تھی ابن ملجم اوس پر عاشق ہوا اور اپنا وصال اوس سے چاہا معشوقہ نے کابین
اپنا سر مبارک حضرت امیر چاہا کیونکہ اوسکے باپ بھائی وغیرہ اقربا آپ کے ہاتھ سے مارے گئے تھے
ابن ملجم نشۂ شہوت سے مخمور تھا وعدہ واثق کیا اور تیغ زہر آلود زیر پیراہن چھپا کے منتظر کمین رہا
وقت فرصت عین نماز صبح غنیمت جانکر ایک ضربہ سخت سر پر حضرت شیر خدا کے مارا اور قصد
گریز کیا مگر گرفتار ہوا اور قصاص کیا گیا آنحضرت صلعم نے اس امر کی بھی خبر دی تھی ایک روز ذکر
حضرت صالح کی اونٹنی کا کیا کہ ایک شقی نے شتر صالح کو ہلاک کیا تھا واسطے ایک عورت کے
اور میری امت مین ایک شقی تر ہوگا کہ شیر خدا کے سر پر ایسی ضرب شمشیر مار یگا جس سے داڑھی
اونکی سرخ ہوگی اور ویسا ہی وقوع مین آیا حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو مکان پر
لائے اوسی زخم کاری سے شربت شہادت نوش فرمایا من بعد حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ
کو مسند خلافت پر بٹھایا اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلاف پر تھے حضرت امام نے خلع

بیعت

مناسب جانا اور قتل سے خلائق کو بچایا بدست حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیعت کی

اسماے خلفاے راشدین رضی اللہ عنہم	سال ہجری	ماہ	روز
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ	۲	۵	۰
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	۱۰	۶	۲۹
حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ	۱۲	۰	۰
حضرت امام علی کرم اللہ وجہہ	۴	۹	۰
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۰	۶	۰

فرمان والاشان آنحضرت صلعم الخلافة من بعدي ثلثون سنة یعنی خلافت بعد میرے تیس برس تک ہے صادق آیا اور مضمون حدیث تدور رحی الاسلام الی خمسة وثلثين سنة یعنی چکی اسلام کی پینتیس برس تک پھریگی از وقت ہجرت تا زمان رحلت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ شمار کرنا چاہیے کیونکہ بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پھر مدینۂ منورہ مین خلافت نہوئی اور فرمان آنحضرت صلعم الخلافة بالمدينة والملك بالشام یعنی خلافت مدینۂ منورہ مین اور بادشاہی شام مین ظاہر ہوا کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا تخت کوفے مین رہا اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ کا شام مین

وصل

قال عليه السلام لا يزال الاسلام عزيزا الى اثنى عشر خليفة كلهم من قريش یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے ہمیشہ اسلام غالب رہیگا بارہ خلیفہ تک اور سب خلیفہ قریش سے ہونگے بعضے سنت وجماعت مراد اس بارہ خلیفہ سے تمامی مدت عزت اسلام تا داماں قیامت پکڑتے ہین اور خلفاے اربعہ وحسن ومعاویہ وابن زبیر وعمر بن عبد العزیز ومہدی عباسی وطاہر عباسی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو شمار کرتے باقی رہے دو خلیفہ ایک اونمین سے حضرت مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ ہین روافض اگر مورد اس حدیث کو دوازدہ

امام پر فریود لائین تعجب نہین ہی کیونکہ انکی عادت ہی کہ معنی قرآن و حدیث کو بگاڑتے ہین ہرگاہ
حضرات ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا خود خاندان مین بطور جامعیت اتحاد نہین پایا جاتا
ہی اونسے عزت اسلام کسطرح ثابت ہو سکتی ہی در زمان حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرات
عباس و عقیل رضی اللہ عنہما برخلاف رہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے حضرت امام حسین
رضی اللہ عنہ بمادہ صلح ساتھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے نہایت ناخوش ہوے اور فرمایا
کہ اگر بھائی میری ناک تراش لیتے وہ بہتر تھا کیون معاویہ سے صلح کی حضرت محمد بن حنیف
رضی اللہ عنہ حضرت امام زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ سے یہانتک کہ نوبت ثالثی
حجر اسود کی پہنچی اور حضرت زید شہید رضی اللہ عنہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ سے تا حضرت
امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ زمانہ مان خاندان سے اونکے ایک ایک مخالف صادر ہوتے گئے
در باب وجود حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے ہر فرقہ راے جدی جدی دیتے ہین اگرچہ فرقہ
امامیہ قائل ہین کہ وہ بخوف دشمنان پوشیدہ ہین اور وقت فرصت خروج فرماوینگے
یہ بات انکی قابل سند نہین ہی کیونکہ اگر خود امام زمان بعین و مددگار ہونے سے خروج فرماتے
تو جسوقت ایران مین سلاطین صفویہ کا دور دورہ چلا اور ہندوستان مین نورجہان بیگم کا
زمانہ تھا اونکے خروج کے لیے بہتر تھا کیونکہ جسقدر توپخانہ و آلات لڑائی درکار ہوتے سب
ملیسر ہو جاتے اور اگر وقت خروج سے مراد بہتری اپنے پیرون کی منظور ہی وہ بھی گذر گیا
جبکہ ماوراء النہر والے نے اہل خراسان خصوص مشہد مقدس کے مجاورون کو تنگ کیا اور
چنگیز خان ہلاکو نے داد سفاکی و خون ریزی دی نکلنا آپکا عین مصلحت تھا پس خروج
امام زمان محض وہمی بات معلوم ہوتی ہی جیسا در باب لاش حضرت امیر ہر فرقہ علیحدہ طور پر اعتقاد
رکھتا ہی کوئی کہتا ہی آسمان پر ہی ابر اونکی سواری اور رعد آواز گھوڑے کی اور کوئی کہتا ہی کہ اونکو
شتر پر ہی اور مغالطہ اونکا بسبب پوشیدہ دفن ہونے کے مقام نجف مین جو قبل اسکے لکھا گیا ہی
الغرض الحال سنہ بارہ سو ستانوے ہجری قدسی جاری ہی انتظار خروج کا کرتے رہین

سنت و جماعت کے نزدیک حضرت مہدی رضی اللہ عنہ غائب ہوکر بزمرۂ ابدال و اوتاد و قطب کے ملے
اور جو مہدی آخر زمان پیدا ہونگے وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی اولاد سے نام والد کا اونکے
عبد اللہ ہوگا اور نام اونکا محمد سن شریف چالیس برس کو پہونچیگا درمیان مکہ شریف کے رکن
و حطیم کعبہ کے بیچ طواف مین ندا آئیگی هذا خليفة الله مهدي یعنی یہ خلیفہ خدا کے مہدی رضی اللہ
عنہ ہین آدمی اونسے بیعت کرینگے وہ دنیا کو عدل سے پر کرینگے جیسی آگے اونکے ظلم سی پر تھی اور
مضمون حدیث اذا رایتم الرایات السود من خراسان فاقبلوا علیها ولو حبوا
على الثلج فان فيها خليفة الله المهدي یعنی جب تم دیکھو خراسان کی طرف سے جھنڈا
سیاہ آتے ہوئے بڑھو اوسکی طرف اگرچہ برف گھوٹنے سے جانا پڑے کیونکہ اوسمین خلیفہ خدا مہدی ہے
اس مہدیکو مہدی عباسی جاننا چاہیے کیونکہ یہ بات گذرگئی اور تعداد بارہ خلیفہ جو اسمین مندرج کی
بہ تحقیق صاحب صواعق محرقہ کے وگرنہ محدثین شراح حدیث شمار تمامی بارہ خلیفہ کر گئے ہین بالکل

فصل

جاننا چاہیے کہ آنحضرت صلعم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ
عنہ قریش تھے جد اعلی آنحضرت صلعم کے عبد المناف چار فرزند رکھتے تھے ہاشم و مطلب عبد الشمس
و نوفل حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اولاد سے عبد الشمس کے اور حضرت جبیر بن مطعم اولاد سے
نوفل کے اور حضرت طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما اولاد سے مطلب کے اور بھی آنحضرت صلعم کی پھوپھی
حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے اور ایام جاہلیت و اسلام مین ہمیشہ تابع فرمان آنحضرت
صلعم کے رہے اور اطاعت سے حضرت رسول الثقلین صلعم کے کبھی منحرف نہوے اور قریش
تمامی اہل عرب کو ہمسر اپنا نہیں جانتے اسواسطے آنحضرت صلعم نے اپنی دونون لڑکی حضرت
رقیہ و کلثوم رضی اللہ عنہما کو اپنے چچا ابولہب کے دونون بیٹے عتبہ و ولید سے شادی کردی تھی
جب سورۂ کریمہ تبت نازل ہوئی ابولہب نے اپنے بیٹون سے ناراض ہوکر طلاق دلوادیا اون
دونون نورین کا یکے بعد دیگرے آنحضرت صلعم نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے نکاح کردیا

اسیواسطے وی بلقب ذی النورین ممتاز ہوے اور ایساہی حضرت مصعب بن زبیر رضی اللہ عنہما کا نکاح حضرت سکینة الرباب دختر نیک اختر حضرت شہید کربلا رضی اللہ عنہ سے بعد ماجراے کربلا ہوا تھا روافض اگرچہ زیادہ ماتم وشیون کے لیے عین لڑائی کربلا مین اونکا نکاح حضرت قاسم ابن حضرت امام حسن رضی اللہ عنہما کے بیان کرتے ہین ایساہی ایمان ابوطالب پدر بزرگوار حضرت امیرالمومنین علی کرم اللہ وجہہ کو سینہ زوری سے ثابت کیا چاہتے ہین اگر وہ ایمان دار ہوتا تو آنحضرت صلعم حضرت عقیل کو جبکہ وہ جاہل تھے کل متروکہ لینے کا حکم نفرماتے کیونکہ درمیان کافر ومومن کے وراثت نہین ہوتی وگرنہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ زیادہ تر مستحق تھے روافض مین قاعدہ مقرر ہی کہ بڑے بیٹے متروکہ پدری بہ نسبت اور برادرون کے کچھ زیادہ پاتے ہین بلکہ وصی ہوتے ہین اور غسل ودفن وکفن وغیرہ کرتے ہین سو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے کچھ صدور مین نہین آیا خدانخواستہ سنت وجماعت کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے دشمنی نہین ہی جو اونکے والد کو کافر کہتے ہین بالسبب ایمان دار ہونے باپ حضرات خلفاے ثلثہ رضوان اللہ علیہم کے حضرت امیر کو بھی زمرہ اونکے داخل کرتے ہین نعوذ باللہ منہ ایمان ابوطالب کا نزدیک سنت وجماعت کے ثابت نہوا البتہ ابوطالب آنحضرت صلعم کا نہایت غمگسار تھا بجاے پدر بزرگوار کے اور مثل ابولہب کے دشمن نہ تھا سنت وجماعت باعث عدم ایمان کسی پر لعن واجب نہین جانتے ہین اور ابوطالب کو مومن نہین مانتے شیخ نظام الدین گنجوی نے اس بیت مین عجب کنایہ مندرج فرمایا ہی ؎

کجا چنین گوہر خانہ خیز + چو بوطالب راکنی سنگ ریز +

اور شیعہ وسنی دونون قوم کو اونھون نے راضی کیا ہی یعنی شیعہ سے شاعر کہہ سکتا ہی کہ مراد ابولہب ہی اور سنی سے بیان کرسکتا ہی کہ مراد ابوطالب ہی مگر درباب ترتیب خلافت وفضیلت کے جو راہ چلے ہین سو شیعہ وسنی کسیکا طریق نہین ہی البتہ کسی شخص نے جو فضیلت مین حضرت صدیق اکبر وحضرت امیر رضی اللہ عنہما کے عربی عبارت لکھی ہی شیعہ وسنی دونون کو راضی کیا ہی من کان بنتہ فی بیتہ یعنی وہ شخص بعد حضرت پیغمبر صلعم کے افضل ہی جنکی بیٹی اونکے گھر مین شیعہ راضی ہوے کہ

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے گھر مین تھین اور سُنی راضی ہوے کہ
حضرت عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آنحضرت صلعم کے مکان مین تھین جیسا در باب فضیلت
حضرات صدیق و امیر رضی اللہ عنہما شیعہ سنی مین اختلاف ہی ویسا ہی حضرات صدیقہ و زہرا
رضی اللہ عنہما کی فضیلت مین گفتگو ہی بعض سنت و جماعت سکوت اختیار کرتے ہین بعضے کہتے
ہین زوجہ کو فضیلت باعتبار زوج کے ہی نہ باعتبار پدر کے اسپر روافض معترض ہوتے ہین کہ زوجات
حضرات نوح و لوط کافرہ تھین اور زوجہ فرعون مومنہ مین جواب دیتا ہون ایمان حضرت صدیقہ کا
قطعی الثبوت ہی اہل اسلام کو اوس سے انکار کرنا مشکل ہی مگر جنگ جمل سے اگر اونکا ایمان استغفر اللہ
رخصت ہو جاے تو روافض کہہ سکتے ہین جیسا خوارج حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو سمجھتے ہین
اعوذ باللہ منہ علاوہ آنحضرت صلعم کی نہایت محبوبہ و مرغوبہ ازواج مین سے تھین اہل اسلام مین
یہ بھی ثابت ہی کہ جسم مبارک آنحضرت صلعم کا جس زمین سے ملا ہوا ہو دنیا کی تمامی زمین سے بہتر ہی
اس باریکی سے تفضیل حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا اوپر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے باعتبار
چھونے وجود مبارک نبوی کے ظاہر ہی اور شاہد اسپر قصہ فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا مادر غمخوار
حضرت امیر رضی اللہ عنہ کا ہی کہ آنحضرت صلعم نے انکو اپنے پیراہن کا کفن پہنایا اور لحد گور مین
اونکو خود ذات بابرکات نے لٹایا حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سوال کیا کہ ایسی
مہربانی ساتھ کسیکے نکی گئی سبب کیا ہی آپ نے جواب دیا کہ یہ میت بجاے میری مان کے ہی اور
خداوند تعالی نے حرام کیا ہی اوس زمین کو کہ جہان میرا بدن چھو جاے میت پر عذاب گور حرام ہی
اور آتش دوزخ کو کہ ساتھ پیراہن میرے کے کسیکو جلاوے معہذا نص صریح فضیلۃ
العایشۃ علی النساء کفضل الثرید علی الطعام یعنی فضیلت عایشہ کی اوپر عورتون کے
ہی جیسے فضیلت گوشت روٹی کی اوپر تمامی کھانے کے ہی ہرچند اس مقام مین مراد نسا سے آپکی
ازواج مطہرات مین لیکن باعتبار استعمال لفظ عام کے حصر کی ضرورت نہین ہی شعر کجا بود مرا کنون فتنہ مرحبا
عثمان شہید رنجیکم باہ حضرت محمد بن ابی بکر بنا تا حضرت امام جعفر صادق کہہ بین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ و اولاد

عبد الشمس کے ہین ایام جاہلیت مین پدر اونکا ابو سفیان آنحضرت صلعم سے کس کس برائی مین پیش آیا اور ہان اونکی ہندہ نے حضرت سید الشہدا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے بعد شہادت کے ناک و کان وغیرہ کاٹے اور سینہ چاک کر کے جگر کو اونکے چبایا تھا جب مکہ معظمہ فتح ہوا اور کفار ایمان لائے آپ نے امور گذشتہ کا کچھ انتقام نہ لیا بلکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بہن حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور جو روافض کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم نے وحشی قاتل حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو وقت ایمان لانے کے نظر رحمت سے نہ دیکھا کہ مجکو اپنے چچا کا قتل یاد آتا ہے سراسر پوچ ہے کیونکہ خلاف مقتضاے نص قرآن ہے حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ یعنی آنحضرت صلعم مومنون کا نہایت لالچ رکھتے تھے اور اونپر مثل پدر بزرگوار کے زیادہ مہربان تھے حالانکہ یہ وحشی ہمیشہ فخر کرتا تھا کہ ایام جاہلیت مین اشرف الناس کو قتل کیا یعنی حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو اور وقت اسلام اخس الناس کو قتل کیا یعنی مسیلمہ کذاب کو الحاصل حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے جو حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مخالفت کی اور امام حسین رضی اللہ عنہ سے یزید نے خلاف کیا اے عزیز جب قرابت انکی دریافت کی بات سمجھ کے اونکی شان پر کہنا چاہیے حضرات محمد ابن ابو بکر و عبد اللہ بن عمر و معاویہ رضی اللہ عنہم کو خال المومنین اور حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما کو عم المومنین جاننا اور حضرت محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما حضرت اسما بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے بطن سے تھے پہلا نکاح انکا حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ سے ہوا تھا پھر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے پھر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے اور اس بات کی خبر آنحضرت صلعم نے انکو صغر سن مین اپنے معجزے سے دی تھی کہ میری امت مین سے تین شخص یکے بعد دیگرے تمکو نکاح مین لاوینگے اور سب بہشت مین جاوینگے اور تم بھی بہشت مین جاوگی پس تم اونمین سے کسکو قبول کروگی حضرت اسما نے جواب دیا کہ شخص اول کو یہ فائدہ یاد رکھنا کہ پس کام آویگا اور محمد بن ابو بکر رضی اللہ عنہما اپنی مان کے ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مکان مین چلے گئے اور بروز وفات حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بھی حضرت اسما رضی اللہ

عنہا نکاح مین حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے تھین حاضر تھین اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے زمانے
مین بعد انتقال حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اونسے نکاح کیا اس مقام مین جاے غور ہی کہ خلافت
منصوبہ وزن منکوحہ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ لیوین اور باغ فدک کو چھوڑ دیوین کچھ معنی نہین ہی
اور حضرت زہرا رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اسقدر ناراض ہین کہ منع
حضور جنازہ سے وصیت کرین پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا کے اوس دن ہی بنے اور
بعد وفات دفن و کفن کے گھر جانے سے دلیل ناراضی نہین ہوسکتی ہی البتہ جو سنت وجماعت نے
روایت کی ہی وہی صحیح معلوم ہوتی ہی کہ حضرت زہرا نے حضرت اسماء سے کہا کہ مین نے اپنی زندگی مین
کسی اجنبی کا سامنا نہین کیا بعد انتقال میرے جنازے کو آخر سب مرد لیجاوینگے مجھے بڑی شرم
آتی ہی حضرت اسماء نے بشکل گہوارہ جو بالفعل زنانہ جنازہ پر مروج دیار اسلام ہی کرد کھایا کہ مین
ملک حبشہ مین دیکھتی ہون حضرت خاتون جنت کو نہایت پسند ہوا آپ نے اسیطرح گہوارہ
بنانے کی وصیت فرمائی اور شب کے دفن کے لیے اصرار تمام کیا چنانچہ بحسب اوسکے وقوع مین
آیا روافض کہتے ہین جب صبح کو حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما دروازے پر حضرت امیر رضی اللہ
عنہ کے آئے اور کہا کہ کل شب کو پوشیدہ حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو دفن کرانیکا کیا باعث ہی
ہرچند حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے قسم شرعی کھائی اور اونکی وصیت بتائی باور نکیا آخرالامر
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صلاح ٹھہری کہ نماز جنازہ بدون امام درست نہین ہی لاش قبر سے
نکالی جاے اور بطریق جواز نماز جنازہ پڑھی جاے جب اصرار حد کو پہونچا حضرت حیدر کرار نے
ذوالفقار کو نیام سے کھینچا اور قبر شریف پر سوار ہو کہا کہ مجال کسکی ہی جو لاش گور سے نکال سکے
تب دونون لوٹ گئے اور اس بات کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بطور پیشین گوئی کے خبر دیگئے
تھے کہ وہ دن نہایت سخت ہی جو اسد اللہ الغالب مٹی کے گھوڑے پر سوار ہونگے چنانچہ
ویسا ہی وقوع مین آیا جواب کہتا ہون شاید کہ تقیہ اسوقت مرتفع ہوگیا تھا مگر بوقت
غصب خلافت اور باغ فدک اور شمشیر پہلو مین حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کے گر گرے اور اسقاط

حمل گرانے اور حضرت کلثوم رضی اللہ عنہا کو زبردستی نکاح کرنے کے وقت البتہ فرض و واجب تھا سچ تو ہی آدمی جب خوب گرم ہوتا ہی تب اوسکو غصہ آتا ہی اور یہی سنت و جماعت ہے درحین آغاز خلافت حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ کے بنام شیعۂ اولی ملقب تھے جب روافض اس نام کو اپنے پر دھرا ویا اس سے کنارہ کش ہوے جیسے اس زمانے مین مومن جولاہے کو کہتے ہین پر اس لقب سے کچھ اونکو فائدہ نہین ہی ع برعکس نہند نام زنگی کافور

فصل

قال اللہ تعالیٰ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَآءَنَا وَاَبْنَآءَكُمْ وَنِسَآءَنَا وَنِسَآءَكُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَكُمْ الآیہ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے پس کہو ای محمد آؤ بلاوین ہم اپنے بیٹون کو اور تم تمھارے بیٹون کو اور ہم ہمارے عورتون کو اور تم تمھاری عورتون کو اور ہم ہمارے نفسون کو اور تم تمھارے نفسون کو آنحضرت صلعم نے اس آیت کریمہ کو بحکم خداے عزوجل بمقابلہ نصاراے نجران پڑھا اور بجاے فرزندان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو اور بجاے زنان حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو اور بجاے اپنے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو ہمراہ لیکر بجانب کفار واسطے مباہلہ تشریف لے گئے تھے اور معنی مباہلہ یہ ہی کہ جب کوئی ہٹ دھرمی کرے اور اہل حق کو جھوٹا بناوے اوسوقت جز لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہنے کا چارہ نہین ہی کفار نے صلح اختیار کی نوبت مباہلہ نہوئی روافض اس مقام مین بڑی کوشش کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص حضرت صلعم کے پاس عزیز و پیارا تھا بروز مباہلہ بمقابلۂ کفار کیون ہمراہ نہ لے گئے باوجودیکہ ازواج مطہرات و اصحاب نیک ذات موجود تھے خصوص حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو بجاے اپنے نفس نفیس سمجھے اور اسیواسطے علی منی و انا منہ یعنی علی مجھسے اور مین علی سے فرمایا مین جواب کہتا ہون کہ بیشک یہ آیہ کریمہ ان حضرات کی کمال فضیلت پر دلالت کرتی ہی البتہ خوارج و نواصب کے سامنے خود سنت و جماعت پیش کرتے ہین لیکن ہمراہ لیجانا ان حضرات کو واسطے اطمینان کفار کے تھا کیونکہ ازواج اونکی شل ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کے دائم

وقائم نکاح اونکے نہ تھے و امہات المومنین کا خطاب جناب باری عز اسمہ سے نہ پائے تھے و حرمت نکاح اونکی نص قرآنی ثابت نہوئی تھی اگر آنحضرت صلعم انکو ہمراہ لیجاتے تو کفار کب مانتے ایسا ہی بجائے فرزندان حضرات حسنین رضی اللہ عنہما کو لیگئے باعث عدم اولاد کے تھا اگر حضرات قاسم و طیب و طاہر و ابراہیم رضی اللہ عنہم زندہ رہتے تو اونکو ہمراہ نہ لیجاتے اور بیشک حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم سے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلعم سے قرابت قریبہ تھی اگر لفظ انفسنا سے دونون کو واحد تصور کیا جائے تو نکاح حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا باطل ہوتا ہی پس مجاز مراد لیجائے اور ایسا آپ نے دوسرے کی شان مین بھی فرمایا ہی الا انصار منا یعنی انصار ہم مین سے ہین قول فیصل یہ کہ اس آیت کو اگر دلیل خلافت پر لاوین تو مین جواب دیتا ہون کہ حضرت امیر رضی اللہ عنہ کو اوس سے زیادہ تر کوئی ثبوت درکار نہ تھا اپنے حق کے لیے حضرات خلفاء ثلثہ رضوان اللہ عنہم سے مباہلہ کیا ہوتا و در صورت عدم استحقاق خلافت حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم مانند نصارائے نجران صلح اختیار کرتے وگرنہ آپ باوجود فاضل ہونے کے اقتدائے مفضول ساری عمر کرتے رہے بطور قواعد روافض نماز اپنی تباہ کی اس مقام مین بعضے روافض خوش فہم لکھتے ہین کہ باوجود فاضل کے امامت مفضول روا نہین ہی اور نماز امام مفضول کی فاسد ہوتی ہی نہ مقتدی فاضل کی مگر قاعدہ ظاہرہ بنار فاسد بر فاسد سے انکار ہی اور اگلی امت مین بادشاہ طالوت باوجود حضرت شمویل عم کے منجانب اللہ سلطان مقرر ہوا چونکہ آنحضرت صلعم کا مراتب نبوت و ولایت تمام حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم نے بار خلافت نبوت اوٹھایا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بار خلافت ولایت برداشت کیا اسواسطے انتساب سلسلۂ تصوف آپ سے بیشتر ہوا اور آنحضرت صلعم خاتم الانبیاء تھے حضرت امیر رضی اللہ عنہ خاتم الخلفاء بنے اور جیسا اولیا کو ظاہر ہونا ضروری نہین ہی ایسے کو پوشیدہ رہنا درکار نہین اور انبیا سے صدور معجزہ وقت طلب کرنے منکر کے محض ضروری ہی اور اولیا سے ظہور کرامت بطور جو اوسکے راست و درست ہی ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + لوگون نے آنحضرت صلعم سے

درباب خلیفہ بنانے کے سوال کیا آپنے فرمایا کہ جو حذیفہ کہے اوسپر عمل کیجیو اور جو عبد اللہ پڑھے ویسا ہی پڑھیو اس جگہ خلیفہ نہ بنانے کا بھید کھولا کہ دین کامل ہو چکا ہی اب اوسکو قائم رکھنا ظاہر مین کار سلاطین ہی اور باطن مین کار علماے دین ہی اگر کسیکو خلیفہ مقرر فرماتے یا وصیت کر جاتے تو البتہ مخالفت سے اونکی امت سراسر گناہگار ہو جاتی چنانچہ آپنے مرض موت مین یکبار چاہا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بلاوین اور خلافت نامہ لکھدیوین پھر فرمایا خدا اور مومنین سواے ابن ابی قحافہ کے دوسرے کو قبول نکریگا اور توافق راے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ سابق مذکور ہو چکا ہی بالفعل حضرت ذی النورین رضی اللہ عنہ کی بیعت الرضوان کا حال لکھتا ہون کہ آنحضرت صلعم نے جب نیچے درخت بیعت الرضوان کے اصحاب سے بیعت لی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بسبب تجہیز و تکفین حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حاضر نہ تھے آپنے اپنا دست چپ قائم مقام ہاتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے فرمایا اور کہا ہذا ید عثمان یعنی یہ ہاتھ عثمان کا ہی قال صلعم ارحم امتی بامتی ابوبکر واشدہم فی امر اللہ عمر واحیاہم عثمان واقضٰہم علی یعنی میری امت کے رحیم تر ابوبکر اور سخت تر حکم مین خداے تعالی کے عمر اور شرمندہ تر عثمان و حاکم تر علی رضی اللہ عنہم ہین علاوہ فضیلت جدی جدی بڑی کتابون مین مذکور ہی سنت و جماعت کو بھی دو شبہہ عرض کرسکتے ہین اول یہ کہ جب آپ دست بدست حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے بیعت کی وہی اگر بدست حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بیعت کرتے تو کیا برائی تھی اور مرض موت مین حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو کیون بذریعۂ وصیت نامہ اپنا خلیفہ مقرر کیا یا جیسا آنحضرت صلعم مطلق چھوڑ گئے تھے ویسا ہی چھوڑ جاتے خواہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلیفہ مقرر کرتے یہ خلاف طریق آنحضرت صلعم کے ہی

جواب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حدیث سألت اللہ ثلثا تقدیم علی یا بی الا تقدیم ابی بکر یعنی پوچھا مین نے اللہ تعالی سے تین بار پیشوائی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی انکار کیا سواے پیشوائی

حضرت ابی بکر رضی اللہ عنہ کے سنی تھی کسطرح خلاف مرضی خدا ے تعالی کے کرسکتین اور خلیفہ مقرر کرنا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا مانند خلیفہ مقرر کرنے آنحضرت صلعم کے نہین ہی اگر آدمی اوس سے مخالف ہوتے داخل جہنم نہوتے بخلاف مخالفت حکم آنحضرت صلعم کے قال اللہ تعالی ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جہنم یعنی فرمایا اللہ تعالی نے اور جو شخص مخالفت کرے رسول کی پیچھے اسکے کہ ظاہر ہوے واسطے اوسکے ہدایت اور پیروی کرے سوا ے راہ مسلمانون کے متوجہ کرینگے ہم اوسکو جدھر متوجہ ہوا ہی اور داخل کرینگے ہم اوسکو دوزخ مین اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو وصیت کرنا بمضمون حدیث اقتدوا باللذین من بعدی ابوبکر و عمر یعنی اقتدا کرو پیچھے میرے دو شخصون کی ایک ابوبکر دوسرے عمر کہ بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ ہونا چاہیے شبہہ ثانی یہ کہ اگر باغ فدک حضرت زہرا رضی اللہ عنہا کو دیتے تو کیا ہوتا جیسا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خنجر و زرہ مبارک آنحضرت صلعم کا دیا تھا کیونکہ خلیفہ کو اختیار ہی جب آنحضرت صلعم نے جنگ بدر کے قیدیون پر فدیہ مقرر کیا اور آپکی صبیہ سعادت نصیبہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابو العاص کی رہائی کے لیے اپنا عقد مروارید بھیجدیا آنحضرت صلعم نے مہاجر وانصار سے اوس ہار کو لیکر واپس کیا اور اپنے داماد کو بھی رہائی دی ؛

جواب

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ڈرے کہ اگر خلاف نص اجتہاد کرین ہرآینہ آدمی اونکو متصب کہینگے اور مہاجر وانصار ہر وقت اوس مسئلہ کی نظیر پکڑینگے پس عہدہ برائی سے تمامی کی سراسر حق تلفی ہوگی اور یہ منصب خلافت سے دور ہی اور بھی حضرات عباس رضی اللہ عنہ وامہات المومنین رضی اللہ عنہم لب بشکوہ کھولینگے چونکہ بہت آدمیون کا کام سخت تر ہوا اوسمین جو آسان تھا اختیار کیا اور خاطر داری حضرت زہرا رضی اللہ عنہا بجا لائے المومن اذا ابتلی ببلیتین فاختار اھونھما یعنی مومن جب مبتلا ہو دو بلامین پس

اختیار کرے جو آسان ہو اوسکو اگر ملک خاص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہوتی تو مضائقہ نہ تھا وگرنہ اوپر فقرا وے و مساکین کے ظلم صریح کرتے اور بحق بیت المال خائن کہلاتے آنحضرت صلعم خود مالک و مختار تھے چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ و جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ نے یکبار وقت تقسیم مال غنیمت کے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہمکو حق ذوی القربی کا کیون عنایت نہین فرماتے ہین کیا مین ذوی القربی نہین ہون فرمایا سچ تم ذوی القربی ہو لیکن ہنگام جاہلیت مین دور رہے اور اسلام مین مجھسے ملے جو شخص ایام جاہلیت و اسلام مین ایسا تھا اور (انگلی اپنے ہاتھون کی شبکہ کی) اور فرمایا کہ وہ ذوی القربی میرا ہے حضرت عثمان و جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہما خاموش رہے

فصل

قال اللہ تعالی انا عرضنا الامانۃ علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا واشفقن منہا وحملہا الانسان انہ کان ظلوما جہولا یعنی فرمایا اللہ تعالی نے ہر آئینہ پیش کیا ہمنے امانت کو اوپر آسمان و زمین اور پہاڑ کے سو سب نے انکار کیا کہ برداشت کرین اوسکو اور اوٹھایا اوسے انسان نے درحالیکہ ظالم و جاہل تھا روافض اس آیت سے امانت یعنی خلافت سمجھتے ہین اور انسان سے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مراد لیتے کیونکہ انکے نزدیک حضرات ایمہ رضوان اللہ علیہم اجمعین مانند حضرات انبیا و ملائک علیہم السلام کے معصوم ہین اور واسطے خلافت کے شرط ہاشمیت و فاطمیت و عصمت بیان کرتے ہین اور جو معصوم نہو اوسکو ظالم جانتے اور نالائق امامت کے کہتے بقولہ تعالی لا ینال عہدی الظالمین یعنی خدا ے تعالی ظالمون کو امام نہ بنائیگا سنت و جماعت معنی اس آیت کریمہ کے بطور محققین یون بیان کرتے ہین کہ مراد امانت سے عشق الہی ہی اور انسان سے حضرت ابو البشر آدم علیہ السلام ہین حافظ شیرازی شعر آسمان بار امانت نتوانست کشید ✻ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند ✻ خواجہ کور روافض بمذمت خوارج اپنی طرف نسبت کرتے ہین اور یہ شعر اونکے قلم سے خلافت تفسیر فاضل استرابادی کے سرزد ہوا کیا عجب ہی کہ اس شعر سے انکار کرین جیسا دوسرے اشعار کو

شعر عمرتان باد اے کام اے ساقیان بزم جم + گرچہ جام ما نشد پرمی بدوران شما + گرچہ دوریم از بساطِ
قرب ہمت دور نیست + بندۂ شاہِ شمائیم و ثنا خوانِ شما + اے صبا اے ساکنان شہر یزد از ما بگو +
کامی سر ناحق شناسان گوے میدانِ شما + اگر خواجہ باعث شیرازی ہونے باوجود ان اشعار کے
شیعہ حسب مذاق روافض کہلاوے بندگی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو کیون نہ شیعہ کہتے ہین
کہ سب اشعار مدحیہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے اونسے مشہور ہین اور حضرت امام ابو حنیفہ خارجی
کوفی سے کہنا معروف اگر اہل شیراز و نیشاپور و قم و کاشان محب کہلاوین بیچارے مدنی و کوفی نے
کیا قصور کیا خصوص کوفہ حضرت خلافت پناہی و امارت دستگاہی کا جاے سکونت تہا اور مدینہ
منورہ مقام ہجرت ولایت آگہی پہر اصل بات سے دور پڑے سنت و جماعت سواے ملائکہ و انبیا
علیہم السلام کے کسیکو معصوم اعتقاد نہین کرتے اور جو معصوم نہو اوسے ظالم نہ گنتے علی الخصوص
روافض اعراف کو مقام خلود تصور کرتے ہین اور درمیان بہشت و دوزخ کے قرار دیتے اس مقام مین
کیون انکار کرتے ہین کہ جو معصوم نہو وہ ظالم ہی جیسے خود کسیکی اقتدا اسے علت نہین کرتے
شان نزول آیت کریمہ یہ ہی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب مکہ معظمہ بنایا اور اپنی اولاد کے
لیے اوسکی امامت کی دعا کی خداے تعالی نے فرمایا تمہاری اولاد مین سے جو کافر ہوگا اوسکو
امامت نہوگی البتہ کافر مستحق خلافت و امامت نہین ہی اور ایمان حضرات صحابہ رضی اللہ
عنہم خوب ثابت ہی اور جو روافض کہتے ہین کہ وے مرتد ہو گئے تہے نعوذ باللہ من ھذہ
الھذیانات قبل اسکے مذکور ہو چکا کہ اگر صحابہ اپنے دین سے برگشتہ ہو جاتے تو البتہ دوسرے کو
خداوند تعالی حسب وعدہ اپنے بہیجتا اور ایسا وقوع مین نہ آیا اور اللہ تعالی کا خلاف وعدہ نہین ہی
نزدیک سنت و جماعت کے جناب باری پر نہ لطف واجب ہی اور نہ مقرر کرنا امام کا البتہ اوپر
مکلفین کے امام مقرر کرنا ساتھ اون شرطون کے کہ شارع علیہ السلام نے بیان فرمایا واجب ہی
تا اجراے احکام و اقامت حدود اللہ و ابقاے شعائر اسلام کرے معصوم ہونا خطاے
اجتہاد سے ضرور نہین ہی اور امتناع صدور گناہ کا اوس سے شرط نہین ہی ہان وقت

مقرر کرنے کے مرتکب کبائر اور مصر اوپر صغائر کے نہو اور یہی معنی عدالت کے ہین اور ظاہر ہو نہ
پوشیدہ اور درکار نہین کہ اپنے ہم زمانہ سے افضل ہو اگر استحقاق امامت ثابت بنص
جام اس سے کہ کلام آلہی یا حدیث نبوی یا اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہوا ہو اوسکو
خلافت راشدہ کہتے ہین اور اگر عقل و قرائن ظنیہ سے ثابت ہو اوسکو خلافت عادلہ کہتے ہین
اور بدون استحقاق کوئی زبردستی سے مسند خلافت پر بیٹھ جاے اوسکو خلافت جائرہ
اور ملک عضوض جانتے ہین خلافت حضرات خلفاء اربعہ رضی اللہ عنہم خلافت راشدہ ہے
پھر خلافت دو طرح تقسیم ہوئی ایک منتظمہ دوسری غیر منتظمہ جیسی خلافت حضرات خلفاء
ثلثہ رضی اللہ عنہم منتظمہ تھی اور خلافت حضرت امیر رضی اللہ عنہ غیر منتظمہ کہ باوجود سعی
و جانفشانی کے کچھ بکار آمد نہوا اور حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم واسطے اعلاے کلمۃ اللہ
کے ساتھ کفار کے ہمیشہ لڑا کیے اور حضرت اسد اللہ الغالب رضی اللہ عنہ کو اتفاق لڑائی کا
کلمہ گویون سے ہوا چنانکہ شامیان دروقت معرکہ کہتے تھے کہ یہی قرآن مجید درمیان ہمارے
اور تمہارے ثالث بنے اور تمہاری خلافت اگر قرآن سے ثابت ہو تو ہم مانین حضرت صفدر
رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ وہ قرآن خاموش ہے اور مین قرآن گویا ہون القصہ استحقاق
امامت خلفاء اربعہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نص سے ثابت ہوا ہے اور خلافت حضرت معاویہ
رضی اللہ عنہ خلافت عادلہ منتظمہ ہے جیسا آنحضرت صلعم نے ایک روز بجانب حضرت امام حسن
رضی اللہ عنہ توجہ فرما کر کہا کہ یہ پسر میرا اصلاح ایک قضیہ کی کریگا بعد اوسکے ساٹھ
سال ہجری کو برائی سے یاد کیا اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت
صلعم نے فرمایا کہ معاویہ بادشاہ ہوگا اور حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے توراۃ مین
آنحضرت صلعم کا نشان اسطرح پایا تھا کہ جاے ہجرت نبی آخر الزمان کی مدینہ اور بادشاہی
شام ہوگی بعد اوسکے خلافت جائرہ اور بادشاہ گزندہ ہے یزید و حجاج و ولید وغیرہ
ان سب کی خلافت غیر منتظمہ ہے آنحضرت صلعم نے تفسیر مین سورہ اِنَّا اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةِ

القدر و ما ادرٰک ما لیلۃ القدر لیلۃ القدر خیر من الف شہر فرمایا ہزار مہینہ دولت بادشاہی بنی امیہ ہر اوس سے یک شب بہتر ہی ہر چند خلافت مین خلفاء بنی امیہ کے احادیث مدح وذم دونون وارد ہوے ہین وجہ اوسکی یہ ہی کہ یہ لوگ قابل خلافت نہ تھے جبکہ بر دستی سے مسند خلافت پر بیٹھے ناچار حکم الکمامنا اور قبول کرنا پڑا کہ مرضی شارع فساد نکرنے پر ہی کما قال علیہ السلام الصلوٰۃ واجبۃ علیکم خلف کل امام ولو کان فاجرا والجہاد واجب علیکم بامر کل امام ولو کان جائرا یعنی فرمایا آنحضرت صلعم نے کہ نماز پڑھنی واجب ہی تمھارے اوپر پیچھے ہر امام کے اگرچہ وہ گنہگار ہو اور جہاد کرنا واجب ہی تمھارے اوپر حکم سے ہر امام کے اگرچہ ظالم ہو مگر درمیان سے خلفاے بنی امیہ کے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کہ مجدد اول صدی کے تھے نہایت عادل و عالم و متقی گذرے اور احادیث مدح کو طرف عادلون کے پھیرنا چاہیے اور ایسی ہی خلافت خلفاے مروانیہ و عباسیہ جارہ ہی مگر طاہر عباسی و مہدی عباسی کہ شان مین ان دونون کے احادیث وارد ہو چکے اور بعد اوسکے سلطنت جائرہ مانند چنگیز خان ہلاکو اور ترکون کی اوپر ملک اسلام کے ہوئی آنحضرت صلعم نے اس امر کی خبر اپنے معجزے سے دی تھی کہ میری امت آدھے دن تک رہیگی آدمیون نے پوچھا کہ یا رسول اللہ فرمایے کہ آدھا دن کس قدر ہی کہا پانسو سال ان یوما عند ربک کالف سنۃ مما تعدون یعنی ہر آئینہ ایک دن تمھارے خدا کے پاس مثل ہزار برس کے ہی جیسا تم شمار کرتے ہو اور بعد پانسو ہجری قدسی کے خلفاے عباسیہ مین ضعف و سستی آئی

فصل

قال اللہ تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء من دون المؤمنین ومن یفعل ذلک فلیس من اللہ فی شئ الا ان تتقوا منہم تقاۃ الایہ یعنی فرمایا اللہ تعالیٰ نے نہ پکڑے مومن کافرون کو دوست سواے مومنون کے اور جو کرے ایسا پس نہین خدا سے کوئی چیز مگر یہ کہ ڈرو اونسے ڈرنا روافض اس آیت سے تبرا اور تولا اور تقیہ واجب جانتے اور

کہتے ہین جب تک تبرا حضرت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم پر نکریگا حضرت ولایت پناہ رضی اللہ
عنہ کے تولا کا معتقد کسطرح ہوگا جیسا مفاد کلمہ طیب کا اوسوقت پاوے جب تمامی معبود سے
کفار کے انکار و تبرا کرے مین جواب دیتا ہون کہ اعتقاد امامت فرع اعتقاد نبوت کا ہے اور تمامی
فرقہ اہل اسلام نبوت حضرت خاتم النبیین صلعم کے معتقد ہین اور انکو اعتقاد نبوت حضرات انبیا
آدم عم سے تا عیسیٰ عم ضرر نہین کرتا ہے کسواسطے اعتقاد امامت حضرات خلفاے ثلثہ رضوان اللہ
علیہم اجمعین ساتھ عقیدہ خلافت و امامت حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کے ضرر کریگا
اور جیسا کہ ہم اعتقاد کرتے ہین کہ آنحضرت صلعم حضرت ابو البشر آدم عم سے اول مخلوق ہوے اور
حضرات انبیا عم سے افضل ہین ولیکن آخر زمانہ مین مبعوث ہوے ایسا ہی اگر تسلیم کرین کہ
حضرت علی کرم اللہ وجہہ افضل اپنے زمانے کے تھے اور مستحق خلافت مرتبہ چہارم کے ہوے
یہ عقیدہ ساتھ اعتقاد خلافت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے ہرگز مخالف نہین ہے اور تحقیق
گذر رہا ہے کہ حضرت خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم قطعی مومن تھے پھر اونکو کافر کہنا اپنا ایمان کھونا ہے
اب کتاب سے روافض کے بھی انکا ایمان ثابت کرتے ہین کما فی کشف الغمۃ عن معرفۃ
الایمۃ انہ سئل الامام ابو جعفر علیہ السلام عن حلیۃ السیف ھل یجوز
فقال نعم قد حلی ابو بکر الصدیق سیفہ بالفضۃ فقال الراوی اتقول ھکذا
فوثب الامام عن مکانہ فقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق
فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرۃ یعنی سوال کیا
حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے کہ آیا موٹھ بنانا تلوار کا چاندی سے درست ہے کہا
ہان جائز ہے تحقیق حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے چاندی کی موٹھ بنائی تھی کہا راوی نے
آپ بھی ایسا کہتے ہین پس کودے امام اپنے مکان سے اور کہا سچ صدیق سچ صدیق سچ صدیق
پس جو شخص کہے اونکو صدیق اللہ تعالیٰ اوسکو سچا نہ بناوے دنیا و آخرت مین سئل الامام
محمد بن علی الباقر عن تزویج ام کلثوم فقال لولا انہ راہ ھلا لھا ما کان زوجھا

اباہ و کانت اشرف نساء العالمین جدہا رسول اللہ صلعم واخواہا الحسن والحسین سید اشباب اہل الجنۃ وابوہا علی ذو الشرف والمنقبۃ فی الاسلام وامہا فاطمۃ بنت محمد صلعم وجدتہا خدیجۃ بنت خویلد رضی اللہ عنہم یعنی جو امام باقر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کسی نے حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کی شادی میں آپ نے جواب دیا اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ دولھا موافق نہوتے تو کیون شادی اونکی اونسے ہوتی حالانکہ دولھن نہایت شریف خاندان سے تھین جنکے نانا آنحضرت صلعم اور دونون بھائی سید اشباب اہل الجنۃ حسن و حسین اور باپ ونکا حضرت علی صاحب عزت و مرتبہ اسلام ہین اور مان اونکی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیٹی حضرت محمد صلعم کی اور نانی اونکی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہم ہین اور کتاب سے سنت وجماعت کے محدث دار قطنی نے حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے واسطے علی کرم اللہ وجہہ کے ای علی تم اور تمہارے شیعہ بہشت مین رہینگے مگر جو لوگ تمکو دوست جانتے ہین اور اسلام کو جھوٹا منتخب کرینگے پڑھینگے قرآن کو اور نہ تجاوز کریگا چنبر گردن اونکے سے نام اونکا رفضہ ہی پس تم لڑو اونسے کہ وہ مشرک ہین کہا علی کرم اللہ وجہہ نے یارسول اللہ کیا علامت اونکی ہی فرمایا حاضر نہووینگے جمعہ وجماعت مین اور برا کہینگے اگلون کو اس روایت سے مفہوم ہوا کہ دوستی حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم ساتھ دوستی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے مخالف نہین ہی بلکہ دوستی حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ بغض حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے منحصر نہین ہی ایسی ہی الٹی اوسکی دوستی حضرات خلفاے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی ساتھ بغض حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نہین ہوسکتی ہی شاعر ناصر خسرو نے کہا نظم این سنیان کہ سیرت شان بغض حیدر ست ٭ خفا کہ دشمنان ابوبکر و عمر اند ٭ وانہا کہ پیشہ شان ابوبکر دوستی ٭ چون دشمنان اند چون ہمگی خصم حیدر اند ٭ نہ مومنی بقاعدہ دانی نہ کافرے ٭ بگذار شان بہم کہ نہ اقشنغ قنبر اند ٭ معنی تقیہ یہ ہی کہ محافظت اپنی جان و مال وعزت کی برائی سے دشمن کے کرنی مگر

افراط و تفریط اوسمین ناجائز ہی خوارج کہتے ہین تقیہ ہرگز روا نہین ہی مستدل بقولہ تعالیٰ
ان الذین توفہم الملئکۃ ظالمی انفسہم قالوا فیم کنتم قالوا کنا مستضعفین
فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتہاجروا فیہا فاولئک ماواھم
جہنم وساءت مصیرا یعنی جو لوگ دار الحرب مین مرے فرشتہ اوس سے سوال کرینگے تم
کیون بیان تھے وے کہینگے ہم کمزور تھے فرشتہ کہیگا کیا خدا کی زمین چوڑی نہ تھی کہ تم اوسمین
ہجرت کرتے پس جزا اونکی دوزخ ہی اور بری بازگشت خوارج کہتے ہین تقیہ کرنا درست نہین ہی
مثلاً کوئی نماز پڑھتا ہی اور چور اوسکا مال چور لیجاتا ہی اوسکو اپنی نماز چھوڑکر حفاظت اپنے
مال کی کرنا حرام ہی ایک صحابی نام بریدۂ اسلمی رضی اللہ عنہ اپنی عین حالت نماز مین نگاہبانی شتر کی
کیا کرتے تا کہ نہ بھاگے اوسکو بہت بد کہتے ہین اور افراط روافض کا ایسا ہی کہ ادنی طمع دنیا سے
مخالف کے کلمے پڑھتے ہین اور واسطے پلاؤ اور قورمہ کے اور مجالس مین قبلہ و کعبہ کہلانے کو
ہرگز ہجرت روا نہین رکھتے اور مدت العمر تقیہ کرکے رہنا واجب جانتے اور حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا برتاؤ ساتھ حضرات خلفاء ثلثہ رضی اللہ عنہم کے مانند حالت آنحضرت صلعم کے قبل
از ہجرت ساتھ کفار مکہ معظمہ کے سمجھتے ہین اور کہتے ہین کہ اقتدا حضرت امیر ساتھ خلفا کے
محض از راہ تقیہ کے تھی اور اوس سے خود خلفا کی نماز تباہ ہوتی ہی کہ کیسون باوجود فاضل
معصوم کے مفضول ظالم نے امامت کی ہین جواب کہتا ہون کہ نعوذ باللہ آنحضرت صلعم قبل ہجرت
ساتھ ابو جہل و ابو سفیان و ابی بن خلف وغیرہ مشرکین و کفار کے کھانے پینے مین شریک
ہوتے تھے یا لات و عزی بتون کی پرستش مانند کفار کے کرتے تھے بلکہ ہمیشہ کفار کو برا کہتے
اور کھلا کھلا حکم الٰہی سناتے اور برائی اونکے افعال کی کرتے اور یہ بات مسلم ہر دو فریق
کی ہی کہ جب حضرت علی کرم اللہ وجہہ قصبہ ینبع مین بیمار ہوے اور صحابہ واسطے عیادت کے
گئے اور عرض کی کہ یہ موضع نہایت کوردہ ہی مصلحت نیک یہ ہی کہ آپ مدینۂ منورہ تشریف
لے چلیے خدانخواستہ اگر کوئی صورت ہو جاے پس تجہیز و تکفین قرار واقعی ہو سکیگی

آپ نے جواب دیا کہ مجھے آنحضرت صلعم نے قتل سے خبر دی ہی جب تک وہ وقت نہ آویگا مین مرونگا
پھر ڈرنا کسواسطے تھا اور اسقدر ذلیل وخوار ہونیکی کیا وجہ آپکو خوب معلوم تھا کہ میری
خلافت مین مجھے عبدالرحمن بن ملجم شہید کریگا مین دوسرے کے ہاتھ ہلاک نہونگا پھر ہجرت
نکرنا یا نہ لڑنا ساتھ غاصبین وظالمین کے کیا سبب ہی اور بزیر وعید آیۂ ترک ہجرت کے آنا
کیا باعث معہذا روایت ابان شیعی مخالف تقیہ کے ہی کہ جب آدمیون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ
عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی ابوبکرؓ نے واسطے بلانے حضرت امیر رضی اللہ عنہ کے حضرت عمر رضی اللہ
عنہ کو بھیجا عمر رضی اللہ عنہ نے بدروازہ امیر المومنین آکر کہا کہ ای ابوطالب کے بیٹے دروازہ
کھولو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے جواب ندیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تودہ لکڑی کا
جمع کیا اور آگ لگائی جب دروازہ جل گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ اندرون گھر کے آئی حضرت
خاتون جنت دھاڑھین مار کر روتی ہوئی نکلین اور ای باپ ای رسول کرکے چلائین عمرؓ نے تلوار سے
پہلو مبارک کو رنجہ کیا اور دُرّے سے پیٹھ آپکی خستہ کی تب پھر پکارین ای بابا ای رسول کرکے
حضرت امیر اوسوقت حجرے سے نکلے اور عمر کی گردن پکڑ کے خوب ہلائی اور ناک و کان اوسکے
ملے اور گریبان عمر کا پکڑ کے کھینچا انتہی مین کہتا ہون اس مقام تقیہ باقی نرہا اور اگر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کو حضرت امیر رضی اللہ عنہ نے بعد از خرابی بصرہ تنگ کیا تو پھر حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے کچھ چارہ جوئی نکی جب بات یہانتک پونہچی مذہب سنت وجماعت نے
روافض سے الگ ہونیکو نام تقیہ بنام اکراہ رکھا ہی اور اوسکو رخصت و عزیمت پر تقسیم کیا
یعنی جب کوئی مخالف کسیکو تنگ کرے واسطے دفع ہرج جان و مال و آبرو کے اوسوقت
اوسکی اطاعت کرنی روا ہی اور اگر نہ اطاعت کرے وقتل ہو جاے شہید ہوئیگا مگر ہمیشہ رخصت پر
رہ نہین سکتا ہی اگر دوام اوسی حالت اکراہ مین اپنے کو تابع دشمن کریگا بیشک بزیر وعید
آیۂ ترک ہجرت کہ دوزخ اوسکی جاے قرار ہو آجائیگا اللھم احفظنا من کل البلیات

فصل

قال اللہ تعالیٰ یمحوا اللہ ما یشاء و یثبت و عندہٗ ام الکتاب یعنی فرمایا اللہ جل شانہٗ نے
مٹاتا ہی خدا جو چاہتا ہی اور ثابت رکھتا ہی جو چاہتا ہی اور پاس اوسکے اصل کتاب ہی اس آیت سے
روافض بدا کو جناب باری سے جائز رکھتے ہین اور معنی بدا کے یہ ہین کہ کوئی شخص کسی کام کر نیکا
ارادہ کرے اور پھر مصلحت نکرنیکا اوسکو اب ظاہر ہوجائے کہ قبل اسکے معلوم نہ تھا جیسا خداوند تعالیٰ
نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو واسطے قربانی حضرت اسمٰعیل عم کے ارشاد فرمایا پھر اوسمین مصلحت
نہ دیکھی اونکی عوض ایک دنبہ قربانی کرنیکا حکم دیا علی ہذا القیاس بہت ایسا جناب باری سے ہوتا ہی
اور اس بدا کو ثابت کرنے سے روافض کو یہ فائدہ ہی کہ خداوند تعالیٰ نے مہاجرین و انصار کی قرآن مجید مین
جو ستایش کی ہی سو وی اوسوقت اچھے تھے لیکن بعد انتقال آنحضرت صلعم وی دین سے بسبب
غصب خلافت و باغ فدک و تحریف قرآن وغیرہ معصیت سے قابل اوس ستایش کے نرہے مین جواب
کہتا ہون کہ اس بدا کے ثابت کرنے سے نادانی خداے تعالیٰ شانہ کی ظاہر ہوتی ہی اور وہ اس سے
بری ہی اور قصہ حضرت اسمٰعیل عم کا بدا پر شاہد ہو نہین سکتا ہی کیونکہ حضرت ابراہیم عم نے حکم کے
بجالانے مین کچھ کوتاہی نکی پس وقت عاجزی کے بدل کو قائم مقام اصل کے کیا گیا اور سنت و جماعت
اسکو نسخ کہتے ہین کہ جب بندہ اوس کام کو بجا نہ لا سکے خداوند تعالیٰ اوسکے عوض دوسرا حکم فرماتا ہی
نہ کہ جناب باری عز اسمہٗ کو قبل اوسکے معلوم نہ تھا بلکہ اپنے بندیکا قدرت و عجز کو ملاحظہ کرتا ہی اور
کمال پروردگاری اپنا دیکھاتا ہی کہ ای بندے تو جب حکم بجا نہ لا سکا مین نے تیری عاجزی سے
اوسکو بدل دیا چنانچہ یہود نسخ کو بدا کہہ کے انکار کرتے ہین کہ نسخ مین جہالت الٰہی لازم
آتی ہی اور سنت و جماعت انکے رد مین قصہ مذکورہ بیان کرتے ہین اور یہ افعال عباد کا
نسخ ہونا روا ہی نہ کہ صفات خود حضرت باری عز اسمہٗ نسخ ہو سکتا ہی جیسا خدا کبھی قادر تھا اور
اب ناتوان ہو گیا نعوذ باللہ منہ ویسی ہی ستایش کرنی خداے تعالیٰ کی بحق مہاجرین و
انصار قابل نسخ و تبدیل کے نہین ہی یہ البتہ ہم آدمیون کا کام ہی کہ کسیکی ظاہر مین
تعریف و توصیف کر سکتے ہین لیکن باطن سے اوسکے آگاہ نہین ہین کہ بعد صفت کرنے کے

اوس سے افعال بد صادر ہونگے تعالی اللہ علواً کبیراً اور روافض واسطے ثبوت بدا کے
کبھی احکام منسوخہ قرآنی دلیل لاتے ہین اور کہتے ہیں کہ اگر بدا مین جہل جناب باری عز اسمہ لازم آوے
تو نسخ مین بھی لازم آویگا حالانکہ نسخ دونون فرقونمین جائز ہے مین کہتا ہون نسخ افعال العباد ہی
وقت عاجز ہونے کے نہ کہ خداوند تعالی کو مصلحت معلوم نہ تھی اب معلوم ہوئی اور یہ عقیدہ
اہل اسلام کا نہین ہے ہان اگر کوئی کہے کہ خداوند تعالی عالم الغیب ہے وہ خوب جانتا تھا کہ بندہ
اوس فعل کے بجالانے پر قادر نہوگا پھر اوسکو تکلیف مالایطاق دینا اور وقت عاجزی اوس
حکم کو تبدیل یا تغییر کرنا محض عبث ہے مین کہتا ہون یہ خداوند تعالی کی کمال ربوبیت کی
دلیل ہے اور بندے کا نام مکلف ہے اگر اوسکو یکبارگی حکم ایک ہی کرتا تو وہ احسان سے اللہ جلشانہ کے
خبردار نہوتا جیسا شب معراج مین پچاس وقت نماز پڑھنے کا اشارہ ہوا باز پانچ وقت پر
ٹھہرا علی ہذا دوسرے حکم اگر اوسکو اس حکم سے خبر نہوتی تو وہ صرف پنجگانہ کو حکم ابتدائی سمجھتا پھر
احسان بینتالیس وقت کا کب مانتا ایسا ہی دوسرا حکم ہے اور کسی شخص کی توصیف کرنی اور
اوسکے افعال بد سے جو آیندہ سرزد ہوگا آگاہ رہنا البتہ موجب تقیہ کا ہے کہ خوف سے نہ بتایا جاے
پس ثبوت بدا مین خداوند تعالی پر سوائے جہل کے تقیہ بھی واجب کرنا پڑا معاذ اللہ من
ذلک اور بعضے روافض ثبوت بدا مین حکایت نقل کرتے ہین حضرات ائمہ اہل بیت
رضوان اللہ علیہم اجمعین سے کہ ایک پرندہ درخت پر انڈا دیتا اور بچا اوٹھاتا تھا اور کوئی شکاری
ہمیشہ اوسکا بچہ پکڑ لیتا اوس پرندے نے درگاہ الٰہی مین فریاد کی اوسکو الہام ہوا کہ اب
جب شکاری درخت پر چڑھیگا کام اوسکا تمام کرادونگا القصہ شکاری نے حسب معمول قصد
درخت پر چڑھنے کا کیا کسی سائل نے اوس سے سوال کیا اوسنے اپنے کھانے کی روٹی جو اوسکے
پاس موجود تھی دیدی خداوند تعالی نے اوسکو ہلاکت سے نجات دی اور یہ دلیل ثبوت بدا ہے
کہ خداوند تعالی کو الہام کے وقت یہ مصلحت صیاد کی معلوم نہ تھی مین کہتا ہون اس قسم کی
حکایت سنت وجماعت مین بھی مروی ہے اور مضمون حدیث الصدقۃ ترد البلاء یعنی

صدقہ بلا کو رو کتا ہی اور حدیث لا یرد القضاء الا الدعاء یعنی نہین رد کرتی ہی حکم الہی کو مگر دعا اور اسی معنی مین ہمارے حضرات مشائخ نقشبندیہ و مجددیہ رحمۃ اللہ علیہم مریض کا سلب مرض کیا کرتے ہین اور حضرات مشائخ قادریہ و چشتیہ رحمۃ اللہ علیہم سے اس قسم کے بہت تصرفات مروی ہین اور اصل اوسکی یہ ہی کہ قضاء مبرم و قضاء موقت دو قسم پر ہی قضاء مبرم کسی طرح ٹل نہین سکتی لیکن قضاء موقت البتہ صدقے و دعا سے ٹلتی ہی اور حضرات مشائخ عظام و اولیاے کرام رضی اللہ عنہم کشف سے اوس تقدیر کو دریافت کر لیتے ہین اگر موقت دیکھتے تو دعا کرتے یا صدقہ دینے کی اجازت دیتے و اگر مبرم دیکھین تو سکوت کرتے ہین الغرض افعال عباد یا تصرفات کو انکے باعث بدا سمجھنا نہایت سفاہت و بلادت ہی جیسے ایک چیونٹی انڈے پر سوار ہو کے سارے عالم کی سیر کرنا بتاوے ویسا ہی علم جناب باری کے سامنے علم عباد حقیر و ناچیز ہی اور آدمی اپنے طور پر خداوند تعالی کو اگر سمجھے تو اوس سے بڑھ کے اور کوئی بیوقوف نہین کیونکہ ممکن ہی ہم آدمی خواہ نبی یا ولی یا عام مومنین ہون اپنی مصلحت سے بدون جتانے اللہ تعالی شانہ کے واقف نہین ہوتے اور اسپر انبیا کا امتحان شاہد ہی اور اوسپر خداوند تعالی کو اپنی طرح جانتا اندھے کا کام ہی خدا بچاوے مجھے اور میرے دوستون کو

فصل

قال اللہ تعالی انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا یعنی فرمایا اللہ تعالی نے ہر آئینہ اللہ تعالی ارادہ کرتا ہی کہ دفع کرے تمسے پلیدی کو اے اہل بیت نبوی اور پاک کرے تمکو پاک کرنا شان نزول مین اس آیہ کریمہ کے درمیان روافض و خوارج کے بڑی لڑائی ہی خوارج کہتے ہین کہ خاص آیہ شریفہ اوپر ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کے نازل ہوئی دوسرا کوئی شامل نہین ہی خواہ وہ بیٹی ہو یا نواسہ یا داماد وغیرہ چنانچہ اگر کوئی شخص وقف یا وصیت کرے اور اوسمین نام اہلبیت کلکھے تو صرف بیٹی و نبیرہ داخل رہتا ہی موافق محاورہ عرب کے اور دوسرا وارث مثل ازواج و عصبات وغیرہ فی الاحکام

کوئی نہین شامل ہوتا ہی لیکن شامل ہونا ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کا اس آیہ مین بچند وجوہ ہی اولاد وی آنحضرت صلعم کے نکاح مین دائم وقائم تھین اور حرمت نکاح کی اونکی امت کو بخطاب امہات المؤمنین حکم صریح ہی اور روانگی عبارت آیہ مجیدہ اوسی پر دلیل صاف ہی کیونکہ وہی آنحضرت صلعم کو واسطے نفقہ کے مثل زنان دنیا کے تنگ طلبی کرتی تھین اسواسطے خداوند تعالی نے اونکو نصیحت فرمائی کا ہی زنان پیغمبر تا آخر آیہ اور ازواج مطہرات کو جو فضیلت حاصل تھی وہ کسی دوسرے کو وہ حاصل نہوگی کیونکہ اگر کوئی فقیر کی بیٹی ہو اور کسی شاہ کی بیوی بنے تو خواہ نخواہ بیگم کہلاوے اور برخلاف اسکے اگر شاہ کی بیٹی انقلاب زمانہ سے کسی غیر شاہ کی جورو ہو جائے تو ہرگز بیگم نہ کہلائے اور حیات آنحضرت صلعم یقینی ہی بلکہ آپ مع ازواج مطہرات کے عالم بالا مین سکونت بالفعل رکھتے ہین خصوصاً آپنے ملتے ہین کہ ہر رشتہ پدری وخسری قیامت مین باقی رہیگا مگر رشتہ پدری وخسری میرا اگر حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا بعد وفات حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بحیات ہوتین تو نکاح ثانی آپکا دوسرے کے ساتھ ہوتا جیساکہ اور بنات آنحضرت صلعم کا نکاح ثانی ہوا اور بھی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کا بعد انتقال حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے نکاح ثانی ہوا پس آیہ تطہیر خاص ازواج مطہرات کی شان مین ہی روافض کہتے ہین کہ آیہ تطہیر خاص شان مین پنجتن پاک کی ہی چنانچہ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ آنحضرت صلعم ایک روز سیاہ کملی اوڑھے بیٹھے تھے اور حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا تشریف لائین پھر آپ نے اونکو کملی کے اندر کرلیا اور حسنین علیہما السلام آئے اونکو بھی کملی کے اندر کرلیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اونکو بھی کملی کے اندر کرلیا اور فرمایا کہ بار خدایا یہ اہلبیت ہمارے ہین انسے پلیدیکو دفع کر اور مین نے کہا یا رسول اللہ مین اہلبیت نہین ہون آپ نے جواب دیا تو اچھی ہی دوسری روایت مین انسے ہی کہ مین نے چاہا کہ اپنا سر کملی کے اندر کرون آپ نے فرمایا کہ تو اپنی جگہ پر رہ علاوہ اسکے متفق فریقین ہی کہ آنحضرت صلعم جب واسطے ادائے نماز بعد اذان مسجد کو تشریف لیجاتے ہمیشہ آیہ مسطورہ کو دروازے پر حضرت فاطمہ زہرا

رضی اللہ عنہا پڑھکر ٹھہرتے اور خوارج جو ازواج مطہرات کی فضیلت بیان کرتے ہین سو ہرگز
قبول نہین ہی کہ روز مباہلہ بہی چارتن آل عبا کو ساتھ لیکر گئے ہین اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا
آنحضرت صلعم کی جگر پارہ تھین اور باعث نہ آنے حیض و نفاس کے ساری دنیا کی عورتون سے
فضیلت رکھتی تھین چونکہ آنحضرت کو معلوم تھا کہ سیدۃ النسا بعد انتقال میرے کے پیچھے چھ مہینے
آپکی جوار رحمت مین ملینگی وگرنہ ضرور آپکو بھی حرمت نکاح دوام کا حکم فرماتے اگر حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کا نکاح دائم وقائم نہوتا تو حضرت زہرا کو وہ کسطرح بعد وفات غسل دے سکتے اور اگر آیۂ
تطہیر شان مین ازواج مطہرات کے ہوتی تو ضمیر مذکر اوسمین نہ آتی پس ہرگز شان مین اونکی
ہو نہین سکتی ہی سنت و جماعت کہ درمیانی راہ پر ہین اور اس گھٹانے و بڑھانے سے اپنے کو
باز رکھتے کہتے ہین کہ شک نہین کہ آیۂ تطہیر شان مین ازواج مطہرات کے نازل ہوئی ہی اور
بحدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا چہار تن آل عبا کو شامل ہی اور روافض جو ضمیر تذکیر سے
ازواج مطہرات کو خارج کرتے ہین حضرت زہرا کی شان پر ضمیر تانیث چاہیے یا تذکیر اگر کہین تغلیب کی
رو سے روا ہی کہونگا ازواج مطہرات کے ساتھ آنحضرت صلعم تھے پھر تغلیب کیون نہوگی
خصوص سورہ ہود مین بخطاب حضرت سارہ رضی اللہ عنہا اللہ جلشانہ اعظم برہانہ نے باعث
حضرت ابراہیم عم تغلیب ضمیر تذکیر ساتھ ضمیر تانیث کے جمع فرمائی اَتَعْجَبِیْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰہِ
رَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الْبَیْتِ ط اِنَّہٗ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ یعنی کیا تعجب کرتے ہو
حکم سے خدا کے اے خاندان نبی رحمت خدا کی تمپر اور برکت ہر آینہ خداوند تعالی ستودہ و پاک ہی
حالانکہ سواے حضرت سارہ رضی اللہ عنہا کے دوسری کوئی بیٹی و داماد و نواسہ وہان نہ تھا
البتہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تھے ایسے ہی آنحضرت صلعم بشمول ازواج مطہرات کے تھے
اور عبارت سابقہ اسی پر دلالت کرتی ہی والا اگر بشان پنجتن پاک روافض کے نازل ہوتی
تو آنحضرت صلعم کیون فرماتے کہ یا اللہ تعالی یہ لوگ میرے اہل بیت ہین کیونکہ یہ بات اہل دنیا کو
سزاوار ہی کہ کوئی شخص اوسکی اولاد کو عطاے خلعت دینا چاہے اور وہ کہ سکتا ہی کہ اے دانا یہ

لوگ میرے خاندانی ہین انکو دیکھیے شان نبی کریم صلعم کی اس سے بہت اعلی ہے علاوہ اسکے
اسنا حصر پر دلالت کرتا ہے اور مفہوم اوسکا سابق کسی امر کو چاہتا ہے جیسے ازواج مطہرات
ذات بابرکات نے آنحضرت صلعم کو طلب نفقہ وغیرہ سے تنگ کیا تھا جس سے مانند زنان
دنیا کے ایک حرص پائی جاتی ہے یہ آیہ چہارتن آل عبا کو کوئی بات اس قسم کی آنحضرت صلعم سے
پیش نہ آئی مگر حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا کہنا کہ یا رسول اللہ مین اہل بیت آپکی نہین یا
ارادہ داخل ہونا اندر کملی کے ہوسکتا ہے کیونکہ جسقدر علم آنحضرت صلعم کو فہم آیت قرآنی مین تھا اونکو
حاصل نہین تھا اونھون نے قصد داخل ہونیکا اسلیے کیا اور آنحضرت صلعم اونکو سبب
داخل ہونے آیہ کریمہ کے تم اچھی یا تم اپنی جگہہ پر فرمایا خوارج جو صرف ازواج مطہرات کو
داخل آیہ تطہیر کہتے ہین مورد حدیث حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو کہان جگہہ دینگے کذب
و وضع کو دخل نہین ہے اور تاویل کی گنجائش نہین ہا چار چہارتن آل عبا کو شامل اہلبیت نبوی بحدیث اونھانی و
ازواج مطہرات کو داخل آیہ قرآنی سمجھنا چاہیے اللھم صل علی سیدنا محمد و ازواجہ و اھلبیتہ و اصحابہ اجمعین

سوال

روافض حضرات ازواج مطہرات و اصحاب کبار خصوص امہات المومنین عایشہ و حفصہ رضی اللہ
عنہما کو اور حضرات شیخین ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو کافر و فاسق کہتے ہین اور
سنت و جماعت کو فاسق و مخالف و منافق بتاتے اور خوارج حضرات علی و فاطمہ و حسن
و حسین و امیہ رضی اللہ عنہم کو کافر کہتے و بسبب مدح و مناقب آپکے سنت و جماعت کو کافر
کہتے ہین اگر سنت و جماعت ان دونون فرقے کو کافر کہین تو عقائد سے سنت و جماعت کے
دلیل لاتے ہین کہ سنی کسی اہل قبلہ کو کافر کہہ نہین سکتے آیا کوئی دلیل ان دونون فرقے کو
کافر کہنے کی ہے یا نہین اور معنی کافر نہ کہنے کے کیا ہین اور جو حدیث بشان حضرت علی کرم اللہ
وجہہ کے وارد ہے کہ اے علی تمھارے ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی ہے کیا معنی رکھتی ہے اور حدیث
خاندان میرا مانند کشتی حضرت نوح عم کی ہے کیا ارشاد کرتی ہے بیان کیجیے

جواب

معنی کسی اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کے یہ ہین کہ سنت و جماعت مانند اہل بدعات کے ہر مرتکب کبیرہ کو
کافر نہین کہتے جیسا روافض و خوارج کی عادت ہی اور سائل اپنے سوال مین اوسکی تصریح کرتا ہی
مگر اگر احیاناً کسی سے کوئی بات یا کام کافر کا صادر ہو جاوے تو اوسکو سمجھا دیتے ہین کہ ایسا کہنے سے
یا کرنے سے مومن کافر ہو جاتا ہی نعوذ باللہ منہ اور مفہوم حدیث شریف ای علی تمھارے
ساتھ لڑائی میرے ساتھ لڑائی مجاز ہی ایسا ہی مضمون حدیث شریف خاندان میرا مانند کشتی
نوح عم کے ہی مجاز ہی پس اگر کوئی شخص اپنے کو کافر کہے یا کام کفر کا اختیار کرے اوسکو سنت و جماعت
بلا تامل کافر کہتے ہین اور متفق تمامی اہل اسلام کا ہی کہ گالی دینے والا حضرات انبیا عم کا بلا شبہہ
کافر ہی کیونکہ حضرات انبیا عم سے ایسا کوئی کام صادر نہین ہوا ہی جس سے اونکو برا کہا جاوے
تو خود برا کہنے والا کافر ہوتا ہی جیسے آئینہ پر کوئی تلوار کھینچے خود اپنے پر کھینچتا ہی حضرات
ازواج مطہرات و اہلبیت طاہرات و صحابہ کبار اگرچہ مثل حضرات انبیا معصوم نہین ہین
مگر ہم رنگ عصمت وہ بھی محفوظ ہین اونکو بد کہنے والا خود اوسی بدی مین ماخوذ ہوگا
جیسا بیان کیا گیا علاوہ بران آیہ قرآنی لیغیظ بہم الکفار یعنی بغض اونسے کام
کافرونکا ہی دلالت صریح کرتی ہی و بمحوائے حدیث شریف حب ابوبکر و عمر و عثمان و علی رضی اللہ
عنہم ایمان ہی اور بغض اونکا کفر ہی صحیح ہی اور بھی حدیث اصحاب میرے مانند ستارے
کے ہین جنکو پیشوا کروگے تم البتہ ہدایت پاؤگے مشہور و متواتر ہی اور حدیث اہلبیت میری
مانند کشتی نوح عم کے ہی متفق علیہ جمہور اور اگر روافض و خوارج کہین کہ ہم بعض کو مانتے ہین
مین کہونگا کشتی چلانا دریا مین بدون ستارہ شناسی مشکل ہی اور کشتی مین بیٹھنا اور
اوسکو چھوڑنا کب طوفان سے نجات دیتی ہی سوائے غرق ہونے کے اور کیا چارہ ہی بلبت
حب ایشان دلیل صدق و وفاق ہی بغض ایشان دلیل کفر و نفاق ہی اور اگر روافض و
خوارج صرف سنت و جماعت کو کافر کہین تو اونکو ویسا کہنا جائز ہی کیونکہ جزائے برائی

برائی ہی اور اگر صبر کرین کچھ نہ کہین تو ثواب ہی فرمایا آنحضرت صلعم نے جو قائم رہے میری سنت پر وقت بگڑنے میری امت کے اوسکو ثواب سو شہید کا ہی کیونکہ شہید یکبار جنگ گاہ مین قتل ہوتا ہی اور یہ شخص ہمیشہ طعن تشنیع سے بار بار قتل ہوتا ہی

سوال

روافض و خوارج حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور اونکے بیٹے یزید پر لعن کرتے ہین اور بعضے محدثین جنگ حضرت معاویہ ساتھ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے خطاے اجتہادی لکھتے ہین اور بعضے متکلمین یزید پر لعن کرتے ہین اور بعضون نے سکوت اختیار کیا باعث اس اختلاف کا کیا ہی اور معتقد کون راہ چلے آیا معاویہ اور بیٹے پر اونکے لعن کرے یا چپ رہے

جواب

سنت و جماعت ایسے بدعات مانند روافض و خوارج کے نہین رکھتے کہ ہر گناہگار کو لعن کرین کیونکہ انکے یہان مرتکب کبیرہ کی توبہ قبول ہی اور توبہ کرنے والا بیگناہ ہی اور مومن پر لعن حرام ہی اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لڑائی کرنے والا انکے یہان کافر نہین ہوتا اور نہ مخالف حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا فاسق وگرنہ حضرات طلحہ و زبیر رضی اللہ عنہما جو جنگ جمل مین شہید ہوئے ہین بد نہین کہہ سکتے اور نہ حضرت ام المومنین عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو برا علی الخصوص حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ صحابی تھے اور حدیث جب ذکر کرو تم میرے اصحاب کا تو خیر سے یاد رکھنے کی بات ہی ہر چند باغی ہونا اونکا امام بحق حضرت امیر رضی اللہ عنہ سے مرتکب کبیرہ کہا جاتا ہی اور حکم اوسکا توبہ ہی اور جب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی خلع بیعت کی اور اونکے ہاتھ پر بیعت کی وہ امام بحق ہوے اور خلافت اونکی خلافت عادلہ منتظمہ ہی باقی رہا اونکا بیٹا یزید وہ نہ صحابی ہی اور نہ خلافت اوسکی خلافت عادلہ بلکہ خلافت جائر و غیر منتظمہ ہی مانند ملوک اسلام کے اگرچہ باعث صحابی نہونے کے وہ تحت مین رضی اللہ عنہ کے داخل نہین ہی لیکن مستحق لعن کا

کی ہی اور سید شریف مرتضی ملقب بعلم الہدی کی تالیفات بہت ہین سنت و جماعت کی کتابون وغیرہ صحاح ستہ ہی یکے بخاری دوم مسلم سوم ترمذی چہارم ابو داود پنجم نسائی ششم ابن ماجہ اور موطا امام مالک کی بخاری و مسلم کی کام و اصل ہی

تنبیہ

سنت و جماعت اپنے علما کو جو لفظ امام سے یاد کرتے ہین مجاز اہی بسبب تصنیف و تالیف کتب حدیث و اصول و عقائد و فقہ کے جیسا علم صرف و نحو و بلاغت و معانی و بیان و منطق و حکمت کے مصنف و مولف کو امام کہتے ہین وگرنہ امام حقیقی ایمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم بارہ ہین اور اپنے اپنے زمانے کے قطب چنانچہ حضرت مہدی رضی اللہ عنہ بعد غائب ہونے کے بزمرہ قطب سے حضرت مولانا عبد الرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ نے شواہد النبوۃ مین شیخ علاء الدولہ سمنانی رح سے نقل کی ہی اور بھی شیخ محی الدین ابن عربی رح کی فتوحات مکی سے حال حضرت امام مہدی آخر الزمان کا لکھا خلاصہ اوسکا یہ ہی کہ امام مہدی اولاد سے حضرت امام حسن مجتبی رض کے پیدا ہونگے

نام بارہ امام رضی اللہ عنہم	تاریخ تولد	تاریخ وفات ہجری
حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ	٭	۴۰
حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ	۳ ہجری	۴۹
حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ	۴ ״	۶۱
حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ	۳۸	۹۵
حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ	۵۷	۱۱۴
حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ	۸۳	۱۴۸
حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ	۱۱۹	۱۸۶
حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ	۱۴۸	۲۰۴
حضرت امام محمد تقی رضی اللہ عنہ	۱۹۵	۲۲۰
حضرت امام محمد نقی رضی اللہ عنہ	۲۱۲	۲۴۵

حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ عنہ	۲۳۲	۲۶۰
حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ	۲۵۵	۲۶۲
علمای سنت و جماعت	**تاریخ تولد**	**تاریخ وفات**
حضرت امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ		۱۵۰
حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ		۱۸۲
حضرت امام محمد رحمہ اللہ		۱۸۶
حضرت امام مالک رحمہ اللہ		۱۷۹
حضرت امام شافعی رحمہ اللہ		۲۰۴
حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ		۲۴۱
حضرت امام بخاری رحمہ اللہ		۲۵۶
حضرت امام مسلم رحمہ اللہ		۲۶۱
حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ		۲۷۹
حضرت امام ابی داؤد رحمہ اللہ		۲۷۵
حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ		۲۷۳
حضرت امام نسائی رحمہ اللہ		۳۰۳
علمای شیعہ	**تاریخ تولد**	**تاریخ وفات**
محمد یعقوب کلینی	۲۷۰	۳۲۸
ابن بابویہ قمی	۲۶۸	۳۲۹
شیخ ابو جعفر طوسی	۳۹۰	۴۶۰
سید شریف مرتضی ملقب بعلم الہدی	۳۵۵	۴۳۶

اس جگہ روایت فریقین کو قیاس کرنا چاہیے معہذا سنت و جماعت تمامی اصحاب

رضی اللہ عنہم کو عدول جانتے ہین اور روایت حدیث بشرط عدالت سب سے قبول کرتے ہین
علاوہ حفاظ حدیث انگنت تھے اور اب بھی موجود ہین روافض جب کلام الٰہی کو حفظ نہین
کرتے احادیث نبوی صلعم کی کیا پرواہ رکھتے سچ تو یہ ہے قرآن منزل آسمانی بعد تحریف عثمانی ناتمام ہے
جیسا کلینی نے روایت کی کہ قرآن ستر ہزار آیت تھا اور بعد اسقاط و حذف کے جو باقی ہے بوقت
خروج حضرت امام مہدی آخرزمان رضی اللہ عنہ سب ظاہر ہو گا یہی باعث ہے حفظ نکرنے کا
سبحان اللہ اب قرآن لائق استدلال انکے نرہا بطور توریت و انجیل و زبور وغیرہ صحائف
آسمانی کے ہوا حال راوی ان فرقے کا سنا چاہیے کہ حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ کے
سامنے کوئی قرآن پڑھ رہا تھا آپ نے قرآن اوٹھا کر ٹپک مارا اہانت سے صرف اسی قدر ہین
کفایت نکرنا بلکہ حضرت ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم اپنے شیعہ کے سوائے غیر کو گمراہ ہونیکے
راضی تھے اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ حضرت زنانے کو
احتلام ہوتا ہے آپنے کہا ہان مگر اونسے مت اظہار کرو کیونکہ شرم کی بات ہے اور آپ سے
روایت ہے کہ ای گروہ شیعہ خدمت لونڈی کی حق میرا ہے اور شرمگاہ اوسکی حق تمہارا اور
آپ سے کسی نے سوال کیا کہ سور کے چمڑے کی ڈولچی بنانا درست ہے آپنے فرمایا کچھ مضائقہ
نہین کیونکہ اللہ تعالی نے گوشت سور کا قرآن مین حرام فرمایا ہے نہ چمڑے کو علاوہ باب
تکفیر عترت اہلبیت رضی اللہ عنہم کی بڑی کتابون مین دیکھنا چاہیے ازانجملہ حضرت امام حسن بن عسکری
رضی اللہ عنہ کے بھائی کو جعفر کذاب کہتے ہین اور حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے بھائی
زید شہید کو کافر اسیواسطے حضرت امام جعفر بن باقر رضی اللہ عنہما کو صادق کہتے ہین
شیخ طائفہ ابوجعفر طوسی اپنے اوستاد شیخ مفید سے کتاب تہذیب مین نقل کرتے ہین کہ
ابو الحسن ہارونی اول مین اعتقاد مذہب شیعہ کا رکھتا تھا اور قائل امامت ائمہ تھا آخر
جب کثرت اختلاف ان فرقے مین دیکھی اور مسائل ان گروہ کے بشدت مختلف پائے
شافعی ہوگیا اور جو لوگ پیروان شیخ تھے اور مدت عمر اونکی شاگردی کرتے رہے شیخ کی

دیکھا دیکھی شافعی بنگئے فی الواقع جو کہ اس مذہب مین خوب غور کریگا بیشک جان لیگا کہ سبیل
نجات اس مذہب مین بند ہی اور راہ اخلاص کی بہت ہی تنگ ناچار اسکو چھوڑیگا اور دوسرا
مذہب پکڑیگا اور مضمون حدیث شریف کہ نزدیک ہی پراگندہ ہو گی امت میری تہتر فرقے
مین جسمین بہتر دوزخی ہونگے پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ کون فرقہ ہی فرمایا جس راہ مین مین ہون
اور اصحاب خوب سمجھ لو سنت وجماعت جملگی آیات قرآن کو چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ حفظ رکھتے
ہین اور زبان مبارک حضرت رسول رحمن صلعم سے سماعت کی ہین اور تحریف سے جن
وانسان کے محفوظ اعتقاد کرتے کیونکہ خود خداوند تعالی اوسکا حافظ ونگاہبان ہی اور
اوس حاکم عالیشان کے حکم مین کسیکو دخل نہین اور نہ علم سے اوسکے کوئی چیز پوشیدہ ہی

فائدہ

روافض نے سنت وجماعت کی دیکھا دیکھی کتب تفسیر وحدیث واصول وعقائد وفقہ وغیرہ تدوین
کیے ہین اور واسطے تلبیس کے اکثر علما کا نام بطور علماے سنت وجماعت کے رکھا اور کتابونکا
نام بھی بنام کتب سنی کے نامزد کیا چنانچہ امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کہ صاحب تفسیر
کبیر سنت وجماعت ہین شیعہ مین بھی ایک فخرالدین رازی صاحب تفسیر ہوا ہی اور امام
حجۃ الاسلام محمد غزالی صاحب احیاء العلوم سنت وجماعت ہین اور شیعہ مین بھی ایک عالم
غزالی نامے ہی اس سے عوام کم بچتے آخر دھوکا کھا کر اونکے دام مین آہی جاتے اور کبھی کتاب
بنام وصیت نامہ آنحضرت صلعم حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو جسکے راوی حضرت ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ ہین ایسا رواج دیتے کہ سواے نقادان فن حدیث کے کم کوئی اوس کید سے
آگاہ ہو سکے چنانچہ مورخان ومفسران اہل سنت وجماعت بھی احیاناً نقل کر لیتے لیکن خداوند
تعالی کے فضل سے فراست صادقہ اہل حق اس باطل کو خوب ہی جدا کر ڈالتی ہی ہر چند علم
تصوف سے اس فرقے کو مطلقاً آگہی نہین ہی اور بعض نے اوسکی تردید لکھی ہی اور حضرات صوفیہ
صافیہ رضی اللہ عنہم کو گمراہ کہا ہی مگر بعضے فرقے تقلید سے حکماے یونان کے جو تصوف اونکے

پاس علم اخلاق ہی کچھ علم تصوف مندرج صحیفہ کیا ہی تاکہ معلوم ہووے کہ یہ لوگ بھی اس میدان کے مرد ہین اور بعضے مقام مین اہل حق کو دھوکا دیوین خصوص حضرت غوث الاعظم رح کو بہت بد جانتے اور خواجہ بہاء الدین نقشبند کو جولاہا اور منصور کو حلاج اور حلاج دھنیے کو کہتے ہین اور حافظ شیرازی کو اپنے مین داخل کرتے اونسے کیا خوب کہا بیت کفرست در طریقت ما کینہ داشتن + آئین ماست دل چو آئینہ داشتن + اور یہ فائدہ نہایت یاد رکھنے کا ہی کہ جب کسی طرح کا شبہہ ہو اوسکو صاف کرنا خصوص حضرات صوفیہ کی خدمت مین راسخ الاعتقاد رہنا اس مقام مین تبرکا و تیمنا اون حضرات کے اقوال کو بصورت حکایت نقل کرتے ہین کہ شیخ الاکبر محی الدین ابن عربی رح نے اپنے رسالہ تجلیات مین لکھا ہی کہ در حالت کشف عالم بالا مین گئے اور حضرت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ کو دیکھا اور احوال سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پوچھا کہ کہان ہین حضرت امیر نے اشارہ ایک پردے کی طرف کیا جب اوسکے قریب گئے اور دیر تک ٹھہرے وہ پردہ اوٹھایا گیا دیکھا کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ بہشتی لباس و زیور سے آراستہ کرسی پر بیٹھے ہین شیخ نے کہا خداوند تعالی نے آپکو درجۂ عالی پر پہونچایا کہا کہ فضل و کرم سے اپنے مین اس قابل نہ تھا کہ مجھے یہ درجہ ملے شیخ نے کہا آپ خسر آنحضرت صلعم کے ہین آپکو کیون نہین درجہ ملیگا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ڈھونڈھا بتایا دوسری طرف کے پردے مین جب نزدیک اوسکے گئے پردہ اوٹھ گیا دیکھا جیسے اول دیکھا تھا پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو تلاش کیا ایسا ہوا تیسرے پردے مین اونکو پایا اونکو جیسا اون دونون کو پایا انتہی مختصرا اور حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی رح اپنی عوارف معارف مین اور شیخ علاء الدولہ سمنانی رحمہ اللہ اپنے مکتوبات مین بہت کچھ لکھ چکے ہین اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رح نے اپنے مکتوبات مین چند جگہہ افادہ فرمایا ہی جس سے تفضیل شیخین و تعظیم ختنین و احوال ازواج مطہرات و اہل بیت طاہرات خوب واضح ہوتا ہی از انجملہ دیکھنا آپکا انتظام بہشتی آدمی کا بوساطت حضرات خلفاے اربعہ رضی اللہ

عنہم کے کہ کوئی دروازہ بہشت مین ہین اور کوئی عرصات سے تجویز کر رہے روانہ کر رہے ہین اور ازانجملہ آنحضرت صلعم کو دیکھنا حظیرۃ القدس مین مع ازواج مطہرات و اہلبیت طاہرات رضی اللہ عنہم کے اور آنحضرت صلعم کا روگردان ہونا اور پھر فرمانا کہ مین کھانا عایشہؓ کے گھر مین کھاتا ہون جسکو کھانا بھیجنا منظور ہو عایشہؓ کے گھر بھیجا کرے کیونکہ پہلے نیاز آنحضرت صلعم مع اہلبیت نہین کرتے تھے ان سب کشف و کرامات و خرق عادات کو محض باطل جاننا اور بینک افیون سمجھنا البتہ کام بیہودہ و گمراہی کا ہے خدا بچاوے

تبصرہ

تفسیر مجمع البیان طبرسی مین جو کتاب معتبر قوم شیعہ ہے شان نزول مین سورۂ تحریم کے لکھا ہے کہ ایک روز حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عیادت کیلیے آنحضرت صلعم سے اجازت چاہی آپ نے رخصت دی اور گھر مین حفصہؓ کے جاریہ قبطیہ ماریہ کو بلاکر مقاربت کی حفصہؓ نے لوٹ کر شکایت آغاز کی کہ میرے گھر مین ایک لونڈی سے خوشی کرنا مجھے نہایت ملال ہوا آنحضرت صلعم نے واسطے راضی کرنے حفصہؓ کے ماریہ کو اپنے پر حرام کیا اور چپکے حفصہؓ سے کہا کہ بعد میرے ابوبکرؓ و عمرؓ خلیفہ ہونگے اور اسکو ابھی فاش کرو حفصہؓ نے مارے خوشی کے عایشہؓ سے کہدیا اور بعضی روایت مین ہے کہ دونون نے اپنے اپنے باپ کو بھی خبر دی تب آنحضرت صلعم نے حفصہؓ کو طلاق دینا چاہا تب یہ سورۃ نازل ہوئی **مصرع** عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد * اس مقام مین روافض نے اگرچہ ازراہ طعن و تشنیع کے اسکو ذکر کیا ہے لیکن اہل حق کو دلیل تضمنی حاصل ہوئی کہ راز فاش کرنا آنحضرت صلعم کا ہرچند بری بات ہے روافض نے بطریق دلیل التزامی کے اسکو بیان کیا کہ ہر آئینہ حرص خلافت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو بہت تھی اور حضرت عایشہ و حفصہ رضی اللہ عنہما مانند بیگمات سلاطین دنیا کے پیوستہ اپنے اپنے باپ کی خیریت چاہتی تھین لیکن اہل حق کہہ سکتے ہین کہ آنحضرت صلعم مانند شاہان دنیا بلکہ مردان شہوت پرست کے

اتنی رضاجوئی زنان کی اور یہ مشکل ہی مثل کانٹے کے درخت پر ہاتھ پھیرنا ہی ناچار ما ینطق
عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی یعنی نہین بولتے ہین آنحضرت صلعم فضولات کو جو بولتے ہین
سو حکم آلہی سے اب تنازع فریقین اوٹھ گیا اور خلافت بہر صورت ثابت ہو گئی اور یہ
پہلا شیشۂ ناموس شیعہ شکست نہین ہوا بلکہ اس رسالے مین بہت جگہ معلوم ہوگا
اب صاف کھل گیا کہ تمامی قرآن و حدیث انکے پاس نہین ہی ذرا حال اجماع کا سنئیے

سنت و جماعت

اجماع امت کو مانتے ہین اور اجماع خواہ اہل مدینہ یا مکہ یا عترت اہلبیت رسول اللہ صلعم کی
ہو ہر زمانہ بحسب ضرورت منعقد کرتے اور اجتہاد کو ساتھ شروط اوسکے کے ختم نہین سمجھتے
اور مجتہد کو مخطی و مصیب ہونے سمجھتے اجماع و اجتہاد قیامت تک باقی رہیگا و گرنہ حضرت
امام مہدی آخر زمان رضی اللہ عنہ کیونکر اجتہاد کرینگے اور مضمون حدیث یبعث
فی ھذہ الامۃ علی راس کل مائۃ مجدد من یجدد لھا دینھا یعنی پیدا کیا جائیگا
اس امت مرحومہ مین اوپر سرہر سوکے مجدد جو نئی طرح امت کے لیے دین کو مضبوط کریگا
برحق جانتے ہین اگر اجماع اختلاف سے تھوڑے آدمی کے منعقد نہو تا ہر آینہ حضرت علی
کرم اللہ وجہہ کے ہاتھ پر تمامی اہل عصر بیعت نکرتے پھر اونکی خلافت کیونکر پوری ہوتی اور حضرت
محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ حضرت امام سجاد رضی اللہ عنہ سے کیون خصومت کرتے اور
باوجود گواہی حجر اسود کے ترک دعوی نکرکے مختار ثقفی کو وصی مقرر کر نجاتے اور حضرت
امام زید شہید رضی اللہ عنہ کیون شربت شہادت چکھتے اور بار بار معلوم ہو چکا ہی
کہ ائمہ اہلبیت رضی اللہ عنہم باخود ہا موافق نہ تھے پھر اجماع کیونکر منعقد ہوگا اور
جب اپنے خاندان مین کسیکو امام نہ مانتے غیر کیونکر مانیگا خصوص روافض امام کی علامات
ناف بریدہ و ختنہ کیا ہوا وغیرہ صفات بیان کرتے ہین بالعجب امام کے گھر کے آدمی
اوس سے واقف نہون پھر دوسرے کو کیونکر خبر ہوگی اور خاندان کے آدمی جب بحکم حدیث

من لم یعرف امام زمانہ فقد مات میتۃ جاھلیۃ یعنی جو نہ پہچانے امام زمانکو اپنے بیشک اوسکی موت جاہلیت مین ہی معذور ہو تب غیر کو عذر قوی ہی تمثیلاً قصہ شہادت زید رضی اللہ عنہ لکھتا ہون کہ جب زید شہید نے اپنے وقت کے بادشاہ ہشام پر خروج کیا ایک شخص احول نامے جو خلص شیعہ اونکا تھا عرض کی کہ یا ابن رسول اللہ صلعم آپ ایسا کام نہ کیجیے آپکو صلاحیت امامت کی نہین ہی اونھون نے جواب دیا کہ ای احول تب امام اسوقت کا کون ہی احول بولا آپکے بڑے بھائی حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ امام وقت مین زید نے کہا تو کیونکر جانتا ہی کہا آپ کے والد ماجد نے مجھے خبر دی تھی کہا حیف کہ والد میرے گرم لقمہ جب تک پھونک پھونک کے سرد نکرتے مجھے نہ کھلاتے او رآتش جہنم کو میرے اوپر واجب کر جائین احول نے کہا حضرت مین جوجانتا تھا آپکو بتلادیا آیندہ آپ مختار ہین بالآخر نہ مانا اور ہشام سے لڑے اور جو لوگ اونکی بیعت توڑکر عین لڑائی مین بطرف ہشام ملے اور وہ بیچارے شہید ہوے اونھین لوگون کو رافضی کہا علاوہ اسکے روافض مجتہد زندہ کی تقلید کرتے ہین اور جب مجتہد مرجاتا ہی اونکا اجتہاد بھی اونکے ساتھ مرتا ہی حسب قصہ مشہور اذا مات المجتہد مات الفتوی یعنی جب مجتہد مرا فتوی مرا پھر اجماع کیونکر ثابت ہوگا

اصل چوتھی

قیاس مجتہد کا اوپر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور اجماع امت کے ہی روافض اسکو احکام عقل کو کہتے ہین سچ تو ہی یہ لوگ کہین پیروی حکماے یونان کی کرتے اور کہین زردشت مجوس کو ملتے جب قبل اسلام کے سلاطین ایران کی سلطنت کرتے اکثر یونانی لوگ وہان تھے اور دین انکا زردشت مجوس کا تھا پس از اسلام وہی بات باقی ہی کہ خصلت جبلی چھوڑنی مشکل ہی ابتک خالق خیر خدا کو اور خالق شر اپنے کو جانتے جیسے قوم پارسی یزدان واہرمن کو مانتے اور رسم جامہ سیاہ کرنا اور ماتم و شیون و نوحہ و مرثیہ پڑھنا

اور سینہ زنی وغیرہ خلاف طریقۂ اسلام کے ہی اور مضمون حدیث لیس منا من شق الجیوب
ولطم الخدود یعنی نہین ہی مجہسے جو پہاڑے گریبان اور نوچے موںہہ کو بہول گئے رسائی عقل کی
ایسی ہی کہ صورت چیز کو حکم اوس چیز کا دینا کہیل لڑکون کا ہی کہ کبہی بادشاہ بنتا ہی اور کسیکو
وزیر اور کسیکو امیر اور کسیکو چور بناتا ہی اور سزا ے دزدی دیتا ہی اور لڑکے سب کم سن کپڑے
وغیرہ سے صورت لڑکے اور لڑکی کی بنا کے اوسکو بیاہ دیتے ہین اور خوش ہوتے ہین یہ حضرات بہی
عشرۂ محرم الحرام مین ہر سال جنگ یزید برپا کرتے اور نوحہ و مرثیہ تازہ بناتے اور ضریح
وغیرہ مصنوعی کی پرستش کرتے اور خانۂ امام و کربلا وغیرہ جعلی کی تعظیم کرتے اور غافل فرمان سے
حاکم والا شان کے ما هذه التماثيل التي انتم لها عاكفون یعنی کیا ہی یہ صورت
و مورت جسکو تم پوجتے ہو ان هو الا اسماء سميتموها انتم وآباؤكم ما انزل الله
بها من سلطان یعنی نہین ہین یہ نام سب جو رکہے تمنے یا تمہارے باپ دادا نے خداوند تعالی نے
تمکو کوئی ہدایت نہ دی ہی کافی ہی اور دلیل عقلی اسکے منافی مین شافی ہی کہ زمانہ ٹہہرنے والی چیز
نہین ہی جسوقت وہ لڑائی ہوئی تہی اوسکو مدت طویل گذر گئی پہر بار بار کرنا کار دوست کا
نہین ہی بلکہ دشمن کا ہی مثلاً کسی شخص کو کوئی عداوت سے بد کہے یا بے عزت کرے یا ناموس کی
اوسکی دست اندازی کرے دوست کو اوسکے بیان کرنا یا اوس حرکت کو دکہانا کب پسندیدہ
ہی خصوص ہم آدمی کو نہایت غیرت ہی کہ اوسکی جورو و بیٹی و مان و بہن کے نام مجالس مین
بر ملا لیا جاوے اور حرم محترمہ خاندان رسول صلعم ایسا کم رتبہ ہو گیا کہ انکی تکلیف بیان کرنے کے
موجب نجات تصور کیا جاوے مصرع دوستی بے خردان دشمنی ست ہ آرے نام آگ
گرم اور نام آب سرد اور نام نیم تلخ اور نام شکر شیرین نہین ہی صرف وہم خیال اہل ہوا اور گمان حاصل لاحاصل

تکملہ

جیسی کتاب سے روافض کے خلافت شیخین رضی اللہ عنہما ثابت ہو چکی اسیطرح بموافقت حضرت
علی کرم اللہ وجہہ ساتہہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے لکہنا ضرور ہوا تا کہ کوئی شبہہ باقی نرہے

قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی مجالس المومنین مین لکھا ہی کہ خولہ بنت جعفر جسکو قبیلہ بنو حنیفہ مادر محمد بن حنیفہ کہتے ہین در زمان خلیفہ اول بسبب منع زکوۃ کے اون قوم کو حکم ردت کا خلیفہ نے دیا اور اونکے ساتھ جہاد کیا وہ ضعیفہ مال غنیمت مین سے ہی خلیفہ نے حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کو ہبہ کیا قاضی نے اس مقام مین بپاس مذہب اپنے کے حنفیہ کو مومنہ لکھا ہی کیونکہ منع زکوۃ اوس قوم سے وقوع مین آیا تھا نہ اوس عاجزہ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اوسکو مومنہ جانکے خلیفہ سے بخواہش اپنے طلب کرلیا تھا اور نکاح مین لائے تھے افسوس اس بزرگ کی دانائی پر کہ اتنی جان فشانی کی لیکن خلیفہ اول سے مانگنا جو میرا مطلب ہی چھوڑ نہ سکے تقیے سے ہو خواہ توریے سے

تذییل

نزہۃ کشمیری مین لکھا ہی کہ در زمان حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ملک پارس فتح ہوا اور مسماۃ شہر بانو مادر حضرت زین العابدین سجاد رضی اللہ عنہ یزدگرد کی بیٹی غنیمت کے مال مین آئین بشورہ مہاجرین وانصار شہر بانو کو ایک مقام بلند پر بٹھایا تا کہ جنکو چاہین وہ پسند کرلیوین جب نظر اونکی اوپر حضرت شیر خدا کے پڑی اگرچہ بدل پسند کیا اور پوچھا یہ کون ہی کہا گیا داماد حضرت رسول مقبول اور شوہر حضرت بتول کے ہین کہا قیامت مین روبرو حضرت زہرا کے شرمندہ ہونگی اسواسطے انکو قبول نکرونگی پھر نظر اوپر سبط اکبر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کے کی اور پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہی کہا بڑے نواسے آنحضرت صلعم کے کہا اگرچہ یہ مرغوب تھا مگر بہت طلاق دیتا ہی مین اسکو قبول نکرونگی تب سبط اصغر حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید کربلا کو سامنے کیا کہا یہ نوجوان سرو بوستان شمع دودمان راحت جان کون ہی کہا چھوٹے نواسے آنحضرت صلعم کے ہین بخوشدلی و رضامندی قبول کیا خلیفہ دوم نے مارے خوشی کے نا شبہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اپنے کندھے پر اوٹھایا اور مدینہ منورہ کے کوچہ و گلی مین پھیرا اور نہایت دھوم دھام سے شادی کی اور جب شب زفاف سے

فراغت ہوئی ایک روز اپنے بڑے بھائی سے کہا کہ آپ جس سبب سے ہمیشہ نکاح کرتے اور طلاق دیتے تھے وہ نصیب میرا ہوا یعنی حضرت جد امجد صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ تم مین سے جنکی بیوی ہر شب باکرہ رہے ایمہ اونکے بطن سے پیدا ہونگے انتہی شعر دو گروہند در جہان بے پیر سینئے بلخ و شیعہ کشمیر اس روایت سے مجکو ایک فائدہ حاصل ہی وہ موافقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے سالے وسسر سے ہے اور ایک مضرت جو واجب الدفع ہی کہ ایمہ لطبن سے اوس باکرہ کے ہونگے چاہے غور ہو کہ شیعہ جناب باری پر لطف کو واجب کرتے ہین اور بندے کی بھلائی کرنا نہایت ضرور اوپر باری تعالی کے سمجھتے اس مقام مین وہ مفقود ہوا کہ نہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ پر لطف کیا اور نہ اونکی اولاد پر بھلائی کی لیکن بقواعد سنت و جماعت چونکہ امامت اپنے کسب سے ہی نہ وہب آلہی زمان زمان سواے سادات حسینی کے سادات حسنی امام ہوتے گئے جیسے سلسلۂ تصوف اکثر حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہی لیکن صدیق اکبر سے خاصتہً طریقۂ عالیہ نقشبندیہ مجددیہ ہی ثابت ہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ و حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ولایت سے معرا نہ تھے ویسے ہی حضرت غوث الاعظم سادات حسنی ہین اور اور بھی بزرگ گذرے اور امام مہدی آخر زمان اولاد حضرت امام حسن مجتبی رضی اللہ عنہ کے ہونگے

تذنیب

کتاب فصل خطاب مین ہی کہ حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک گروہ طائف سے آئی اور تھوڑی دیر بیٹھ کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو برائی سے یاد کیا اور دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بد کہنے لگا اور تیسرا حضرت عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کو گالی دینے لگا امام نے پوچھا تم کون قوم ہو اونھون نے کہا ہم مسلم ہین آپنے سورہ حشر کے آخر کو پڑھا جسکا مضمون یہ ہی جسنے آنحضرت صلعم کے ساتھ ہجرت کی اور مکان بود و باش اپنا چھوڑا اور فقر و فاقہ دین کے لیے اختیار کیا اونکے واسطے بہشت دائمی ہی اور پوچھا کہ تم ان گروہ سے ہو اونھون نے جواب دیا کہ یا ابن رسول اللہ صلعم ہم انمین سے نہین ہین تب امام نے اوسکے پیچھے کی

آیت پڑھی جسکا مضمون یہ ہی جن لوگون نے جگہ دی مہاجرین کو اور مدد کی اونکی بخشش کرتے تھے ایمان والون کو اگرچہ خود اونکو تکلیف تھی خداوند تعالی نے وعدہ کیا ہی اونکے واسطے بہشت کا اور پوچھا تم ان گروہ سے ہو کہا ہم اس گروہ سے نہین ہین تب امام نے فرمایا مضمون پیچھے کی آیت کا کہ ہم خبر دیتے ہین کہ ہرگز تم اوس گروہ سے نہین ہو جو لوگ آوین بعد انکے گروہ کے کہین یا اللہ تعالی بخشدے مجھے اور میرے بھائیون کو جو با ایمان گذرے ہین اور نہ ڈال برائی اونکی میرے دل مین تو غفور رحیم ہی اور اوٹھ جاؤ میری مجلس سے کہ مسلم نہین ہو بلباس مسلمانی مسلمانون کو فریب دیتے ہو ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین امنوا ربنا انک رؤف رحیم واخر دعوانا

ان الحمد للہ رب العالمین

خاتمۃ الطبع

چونکہ ترجمہ کتاب شہاب ثاقب فارسی کا جناب مصنف علامہ نے اردو مین اپنی بول چال کے موافق باضافہ عبارات ضروریہ کیا تھا اور اونکی فرمایش بھی یہی تھی کہ اسیطرح ہماری کتاب چھپے لہذا بحکم النقل کالاصل یہ کتاب مطبع نظامی مین چھپی بس اب کسیکو اس کتاب کی تحریر خلاف محاورہ اردو پر جگہ اعتراض کی باقی نرہی فقط

وجہ مہر و دستخط

واسطے سند اس امر کے کہ یہ کتاب قدیمی چھپی ہوئی مطبع نظامی کی ہی مہر و دستخط مہتمم کے ثبت ہوے

محمد روشن خان حنفی ۱۳۰۳

محمد عبد الرحمن خان